روزنامہ الفضل ربوہ

فون 213029

CPL 61

ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد 47-82 نمبر 95 | ہفتہ 25 ذی الحجہ - 1417ھ 3 ہجرت 1376ش 3 مئی 1997ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بچوں کے لئے دعا کرنی چاہئے

ہدایت اور تربیت حقیقی خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ سخت پیچھا کرنا اور ایک امر پر اصرار کو حد سے گزار دینا یعنی بات بات پر بچوں کو روکنا اور ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا ہم ہی ہدایت کے مالک ہیں اور ہم اس کو اپنی مرضی کے مطابق ایک راہ پر لے آئیں گے۔ یہ ایک قسم کا شرک خفی ہے۔ اس سے ہماری جماعت کو پرہیز کرنا چاہئے۔ ہم تو اپنے بچوں کے لئے دعا کرتے ہیں اور سرسری طور پر قواعد اور آداب تعلیم کی پابندی کرتے ہیں۔ بس اس سے زیادہ نہیں اور پھر اپنا پورا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھتے ہیں۔ جیسا کسی میں سعادت کا تخم ہوگا۔ وقت پر سرسبز ہو جائے گا۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 5)

جب بھی خدا سے عظمتیں طلب کریں تو انکساری کی عظمتیں طلب کریں اور اس سلام کی عظمتیں طلب کریں جو آسمان سے اترتا ہے

خطبہ ارشاد فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع بتاریخ 22 نومبر 1996ء 22 نبوت 1375 ہجری شمسی بمقام بیت الفضل لندن (برطانیہ)

خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے فرمایا:۔

(-۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) کہ جو کچھ بھی اس پر یعنی زمین پر ہے سب فنا ہونے والا ہے (-) اور صرف تیرے رب کی شان جمال و جلال ہے جو باقی رہے گی۔ وہ صاحب جلال ہے اور صاحب اکرام ہے۔ (-) پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کی تکذیب کرتے ہو یا تکذیب کرو گے۔ (-) اسی سے سوال کرتے ہیں جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں (-) ہر وقت وہ ایک نئی شان کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے۔ "یوم" یہاں وقت کے پیمانے کے طور پر ہے۔ اس لئے لمحہ لمحہ بھی یہاں یوم کے مفہوم میں داخل ہے (-) پس تم اپنے رب کی کن کن آیات کی تکذیب کرو گے۔ یہاں دونوں کا لفظ خطاب میں شامل ہے مگر جب ہم اردو میں تم کہتے ہیں تو لازم نہیں ہوا کرتا کہ "دونوں" لفظ کو دہرایا جائے (کلام الٰہی) نے یہاں جب بھی سوال اٹھایا ہے تو تم دونوں کہہ کر اٹھایا ہے۔ تو تم دونوں کن کن باتوں میں یعنی خدا تعالیٰ کی کس کس شان اور جلوہ گری کی تکذیب کرتے ہو یا کرو گے۔

یہ (-) بہت ہی گہرے عارفانہ مضامین پر مشتمل ہیں۔ ان کی پوری (تشریح) کا تو اس وقت موقع نہیں مگر ایک دو امور ایسے ہیں جن کی طرف جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ہر چیز فانی ہے اب یہ ایک ایسا اعلان ہے جو روزمرہ میں سب کو علم ہے لیکن اسے دہرایا کیوں گیا ہے اس قدر زور کے ساتھ ایک ایسی صورت میں جو چھوٹوں اور بڑوں دونوں کے لئے ایک عظیم چیلنج کا رنگ رکھتی ہے۔ جنّ اور انس بڑے لوگ اور چھوٹے لوگ، دونوں کو مخاطب کرتی ہے اور بڑی شان کے ساتھ ان کو چیلنج کرتی ہے۔ اس میں اس مضمون کے بیان کا عنوان یہ رکھنا (جو کچھ بھی اس پر یعنی زمین پر ہے سب فنا ہونے والا ہے) یہ کچھ گہری حکمت رکھتا ہے۔ درحقیقت ہر فانی انسان اپنے آپ کو لافانی سمجھ رہا ہوتا ہے اور یہ عجیب متضاد زندگی ہے جو انسان گزارتا ہے اور اس کو شعور بھی نہیں کہ میرے اندر ایک سوچوں میں تضاد پایا جاتا ہے۔ سب دنیا کو مرتے اور گزرتے ہوئے دیکھتا ہے۔ سب دنیا کو دیکھتا ہے کہ اس جہان میں کوئی نہیں رہا۔ آئے دن روزانہ دنیا تبدیل ہو رہی ہے، ہر موت کے ساتھ ایک تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ اور کچھ عرصے کے بعد وہ جہان بھی بدل جاتا ہے تو کتنے ہی بدلے ہوئے جہانوں کا، ان گنت بدلے ہوئے جہانوں کا وارث ہو کر وہ اپنی ذات کے متعلق یہ گمان نہیں کرتا کہ مجھے بھی ایک دن اس دنیا سے گزر جانا ہے اور جب وہ گزرے گا تو پھر ان لمحوں میں وہ احساس کہ میں فانی تھا اس کے کسی کام نہیں آئے گا۔

یہی مضمون (کلام الٰہی) میں فرعون کے ذکر میں کئی جگہ بیان ہوا ہے۔ لیکن خاص طور پر اس کی ڈوبتی ہوئی گھڑیوں کی دعا کہ اب میں ایمان لاتا ہوں بنی اسرائیل کے خدا پر اس وجہ سے رد کر دی گئی یعنی کلیۃً نہیں مگر مرکزی نقطہ کے لحاظ سے دعا رد کر دی گئی کیونکہ فانی انسان جب فنا کو آنکھوں کے سامنے کھڑا دیکھتا ہے وہ لمحہ ہے اس کے یقین کا کہ اب میں اس دنیا میں نہیں رہنے والا، میں فانی تھا اور اسی لمحے اس کی ساری زندگی اس کو اکارت جاتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ تمام کوششیں، تمام اموال، سب دولتیں، سب نام و نمود، سب اسی دنیا میں دھرے رہ جاتے ہیں اور وہ اکیلا اکیلا خدا کے حضور حاضر ہونے کے لئے جب تیار کھڑا ہو پھر وہ اس قسم کے وعدے کیا کرتا ہے اب میں ایمان لاتا ہوں، اب مجھے نجات دے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تم فنا کو دیکھ لو اور پھر نجات کی دعائیں مانگو تو تمہارے کسی کام نہیں آئیں گی۔ بدنی زندگی مل بھی جائے تو روحانی زندگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

پس یہ وہ مضمون ہے جو ساری دنیا میں سب کے لئے قدر مشترک رکھتا ہے۔ فی الحقیقت انسان اپنی فنا پر ویسا یقین نہیں رکھتا جیسا یقین اس کی زندگی میں تبدیلیاں پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ دنیا جانتے ہوئے کہ موت مقدر ہے پھر بھی اپنے آپ کو تبدیل نہیں کرتی۔ تو (کلام الٰہی) کا اس شان کے ساتھ اس مضمون کا ذکر فرمانا جو بظاہر دنیا میں سب کو معلوم ہو یہ بتا رہا ہے کہ تمہیں وہم ہے کہ تم جانتے ہو، تم نہیں جانتے کہ ہر چیز فانی ہے۔ اور جب ہر چیز کا ذکر فرمایا تو اس کے بعد یہ ہے اعلان (-) کہ ہاں تیرے رب کا جلال و جمال کا جلوہ ہے۔ جو باقی رہے گا اور دوسرا "وجہ" کا مطلب رضا ہے جو باقی رہے گی۔ یعنی خدا کی رضا جس کو باقی رکھنا چاہے گی اسے رکھے گی اور جو کچھ بھی رہے گا رضا کی بنا پر اس سے لٹک کر اس کے سہارے رہے گا۔ اس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ تو اللہ کے جلال اور جمال کا جلوہ باقی رہے گا اور جس پر اس کی دائمی ازلی ابدی رضا کی نگاہ پڑی ہے وہ بھی باقی رہ سکتا ہے مگر خدا تعالیٰ کی رضا میں شامل ہو کر اس سے الگ رہ کر نہیں۔

دوسری بات جو اس میں خاص طور پر توجہ کے لائق ہے وہ یہ ہے کہ چیزوں کے فنا کا، ان کی عظمت کے ساتھ جو تعلق ہے یہ مضمون اس بات کو خوب کھول کر بیان فرما رہا ہے کہ تمہاری عزتیں، تمہاری دنیا کی نمود کی کمائی جو کچھ بھی ہے اس کی خاطر تم دنیا سے چمٹے ہوئے تھے تو یاد رکھو کہ وہ بھی فنا ہیں اور اس کا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ ہاں ایک خدا کے جلال و جمال کا جلوہ ہے جو باقی رہنے والا ہے۔ اس لئے اگر عزتوں کی خاطر تم کچھ کرتے ہو۔ اپنی دنیا کی نام و نمود کے لئے محنتیں کرتے ہو تو وہ وقت آئے گا جب وہ چیزیں مٹ جائیں گی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بعض قوموں اور بعض لوگوں اور بعض بڑے بڑے بادشاہوں کی عزت اور نام و نمود تو ہمیں دنیا میں پیچھے باقی رہتی دکھائی دیتی ہے یہ کیوں باقی رہی۔ اس کے دو جواب ہیں اول تو یہ کہ اس مضمون کا آخری فنا کے فیصلے سے تعلق ہے اس لئے اگر اس وقت سے پہلے کہ دنیا میں انسان کی صف لپیٹ دی گئی کسی کی عزت و جاہ و جلال کا تذکرہ باقی رہ بھی جائے تو اس کی حقیقت کوئی نہیں کیونکہ خدا کے علم میں یا خدا کے فیصلوں میں وقت کی وہ حیثیت نہیں ہے جو انسان کے علم اور فیصلوں میں وقت کی حیثیت ہے۔ خدا تعالیٰ کو کوئی زمانہ تقسیم نہیں کرتا۔ نہ ماضی نہ حال نہ مستقبل ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔ اور یہی اس کی ازلیت اور ابدیت ہے جو اس بات کی ضمانت ہے کہ اس کے سوا ہر چیز کو فنا ہے۔ کسی چیز کو بھی ازل اور ابد کا دعویٰ نہیں ہے نہ ہو سکتا ہے۔ اور پہلے جو توہمات تھے دنیا کے مثلاً آریہ سماج کا عقیدہ کہ دنیا ازل سے ہے اور بعض یورپین فلسفیوں کا بھی یہ خیال کہ کوئی چیز عدم سے پیدا ہو ہی نہیں سکتی اس لئے ازل سے ہے اس خیال کو کلیۃً غلط ثابت کرنے میں ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے بھی ایک عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔ پہلے جو یہ خیال تھا کہ پروٹان کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ اس سے پہلے یہ خیال تھا کہ ایٹم Destroy نہیں ہو سکتا اور ایک Law تھا یعنی نظریہ نہیں اس کو Law کہتے ہیں۔ Indestructability of Atom جو کچھ مرضی ہو جائے ایٹم Destroy نہیں ہو سکتا۔ اور ڈاکٹر عبدالسلام کے دور سے پہلے سائنس دانوں نے ثابت کر دیا کہ ایٹم تو Destroy ہو سکتا ہے اگر نہ ہو سکتا تو ایٹم بم کیسے بن جاتا۔ اور پھر جب کائنات پر زیادہ گہری نظر ڈالی تو Black Hole کا جو تصور ابھرا ہے اور اس کا علم اور اس کی ماہیت سے متعلق جو سائنسی اندازے لگائے گئے تو پتہ لگا کہ Black Hole تو بنتا ہی اس وقت ہے جبکہ ایٹم آپس میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ	قیمت 2 روپے 50 پیسے

کھلے جاتے ہیں اور الیکٹرانز کے فاصلے اپنے مرکز سے اس دباؤ کی طاقت سے جو Gravitational Pull ہے یعنی کشش ثقل اس کے نتیجے میں یوں آپس میں اکٹھے ہو جاتے ہیں کہ بہت عظیم الشان وسیع کائنات سمٹ کر گویا ایک چھوٹے سے دائرے میں محدود ہو جاتی ہے جو پھر سمٹتا اور پھر سمٹتا ہے اور اپنی طاقت کے زور کے ساتھ ایک خود کشی کر لیتا ہے یعنی وجود اس طاقت کی عظمت کے سامنے جھک کر ایک فنا کے دائرے میں داخل ہو جاتا ہے۔ جس کے متعلق انسان کچھ نہیں جانتا کہ وہاں کیا ہے اس کی پرلی طرف' اس کو کہتے ہیں Event Horizon تو یہ حصہ جہاں تک ماضی کا تعلق ہے اس معاملے میں تو سائنس دانوں کی آنکھیں کہ یہ کائنات ازل سے بہرحال نہیں ہے مگر جہاں تک ابد کا تعلق ہے اس بات پر کافی اٹکے رہے ہیں کہ پروٹان Indestructable ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب (-) نے اس نظریہ میں بہت بڑا کام کیا ہے اور بیماری سے پہلے مجھ سے اس بارے میں جو گفتگو کا موقع مجھے ان سے ملا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ انہوں نے Mathematically یعنی حساب کی مدد سے جو ثابت کیا ہے کہ دنیا کی پروٹانز کی عمر اتنی ہے۔ نظریہ کے طور پر تو اب سائنس دان اسے قبول کر چکے ہیں لیکن دو تین نظریئے ہیں۔ بعض سائنس دان کہتے ہیں اس سے ایک حصہ کم' بعض کہتے ہیں ایک حصہ زیادہ مگر جو حصہ ہے وہ بھی بہت بڑا تصور ہے اس لئے آپ کو میں عددی تصورات میں الجھانا نہیں چاہتا۔

تو 32 Raise to the Power of ہے یا 33 یا 34 ہے یہ بحث چل رہی ہے بس۔ اور 32 اور 34 میں اتنا فرق ہے بظاہر ایک کا فرق ہے لیکن جب Powers میں باتیں کی جاتی ہیں تو اس مقام پر پہنچ کر عام انسانی ذہن اس کا تصور کر ہی نہیں سکتا کہ کتنی بڑی چیز ہے۔ مگر سائنس دان اللہ کے فضل کے ساتھ اور حساب دان بہت باریک باتوں کو اپنے استدلال کے ذریعے معلوم کر لیتے ہیں۔ اور کائنات کے کناروں تک کی خبریں اپنے استدلال کے ذریعے حاصل کر لیتے ہیں۔ تو ڈاکٹر صاحب نے جہاں تک مجھے یاد ہے 33 Raise to the Power of کا نظریہ پیش کیا تھا اور مجھے بتا رہے تھے بلکہ کئی دفعہ بتایا کہ اس وقت دنیا میں لیبارٹری بڑی بڑی عظیم بے انتہا خرچ کر کے کام کر رہی ہیں۔ ان میں ایک امریکہ میں بھی ہے ایک اٹلی میں بھی ہے اور شائد ایک اور جگہ بھی اور اب تک جو خبریں ملی ہیں وہ امید افزا ہیں۔ اگر یہ قطعیت سے ثابت ہو گیا تو ہرگز بعید نہیں کہ ایک اور نوبل پرائز ان کو مل جائے یعنی بطور حق کے ان کو ایسا Nobel Laureate بننے کی توفیق ملے کہ دو دفعہ زندگی میں Nobel Laureate بنیں۔

تو یہ ایک دنیا کا انعام و اکرام ہے جو ممکن تھا کہ ہو جاتا مگر جہاں تک عقلی تعلق ہے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آپ کی فضیلت عقل کی روشنی کے لحاظ سے ساری دنیا میں مسلّم ہے۔ کوئی دنیا کا سائنس دان نہیں ہے جو عظمت کی نگاہ سے آپ کو نہ دیکھے بلکہ اخلاقی قدروں اور عظمت کردار کے لحاظ سے یہ ایک وہ سائنس دان ہے جس کی دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ بھی عزت کرتے تھے اور حقیقت میں ان کے سامنے عظمت کے ساتھ سر جھکاتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب سے بے تکلف گفتگو میں مجھے انہوں نے کئی دفعہ بتایا کہ فلاں ملک کا سربراہ اس طرح مجھ سے پیش آتا ہے' فلاں ملک کا اس طرح پیش آتا ہے' دعوتیں دیتے ہیں کہ ہمارے پاس آؤ ہم شاہی اعزاز کے ساتھ تمہاری خدمت کر کے کچھ تسلی پائیں کہ ہم نے بھی کسی بڑے انسان کی کوئی خدمت کی ہے لیکن ان باتوں کے باوجود تکبر کا نام و نشان نہیں تھا اور یہ وہ اصل عظمت کردار تھی جس کا میڈل سے تعلق نہیں ہے۔

پس اس مضمون کو اس طرف منتقل کرتے ہوئے میں چند باتیں ڈاکٹر صاحب کے متعلق بیان کروں گا مگر اس سے پہلے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس (-) میں عامۃ الناس کے لئے بھی ایک عجیب پیغام ہے جو کوئی بلندی حاصل نہیں کر سکتے۔ ان کو یہ پیغام ہے کہ تم بھی تو یا بڑے لوگوں میں ہو یا چھوٹے لوگوں میں ہو مگر بڑے بھی مٹ جانے ہیں' چھوٹے بھی مٹ جانے ہیں اور بڑے بھی اپنی بڑائی کی شانوں کے ساتھ مٹا دیئے جائیں گے اور چھوٹے بھی جو قدریں بھی وہ رکھتے ہیں ان کے سمیت مٹا دیئے جائیں گے تو اس عارضی چیز کے لئے تم کیوں کسی سے حسد کرو کیوں تکلیف میں مبتلا رہ کر زندگی گزارو کہ فلاں تو اتنا بڑا ہو گیا' فلاں نے اتنا علم حاصل کیا' فلاں کو اس طرح دنیا نے عزتیں دیں۔ فرمایا دنیا' دنیا کی عزتیں یہ ساری چیزیں فنا ہونے والی ہیں' اس سے کیوں نہیں تعلق جوڑتے جس کی رضا کا چہرہ کبھی فنا نہیں ہو گا۔

یہ وہ مضمون ہے جو (-) ہر بنی نوع انسان کی محرومی کے زخموں پر ایک ایسا پھایا رکھتا ہے کہ ہر دکھ کا علاج ہے۔ لیکن اگر انسان اپنی توجہ پھیرے۔ چنانچہ آج صبح ڈاکٹر صاحب کے لئے دعا کے وقت یہ مضمون میرے ذہن میں ابھر کر میری دعا کو ایک اور رخ دے گیا۔ میں نے کہا یہ دنیا کی عزتیں تو آج نہیں تو کل فنا ہونے والی ہیں کچھ بھی ان کا نہیں رہتا لیکن جو تیری رضا کی عزت ہے' جس کا (-) ذکر آیا ہے وہ دائمی ہے۔ پس ان کے لئے (کلام الٰہی) کے الفاظ میں میں نے یہ دعا کی (-) اے مطمئن روح! اپنے رب کے حضور اس طرح حاضر ہو کہ راضیہ ہو۔ تو اپنے رب سے راضی ہو اور "مرضیہ" ہو پس "وجہ ربک" کی جو لازوال زندگی اور لازوال وجود کی خوشخبری ہے وہ ان دو لفظوں میں داخل ہو جاتی ہے۔

کوئی انسان جو اپنے رب سے راضی نہ ہو وہ ہمیشگی نہیں پا سکتا۔ کوئی انسان جس سے خدا راضی نہ ہو وہ ہمیشگی نہیں پا سکتا۔ پس اس مضمون کے ساتھ ہی میری توجہات بدل گئیں۔ یہ کہنے کی بجائے کہ آج ہم سے ایک ایسا وجود رخصت ہوا جس کے نتیجے میں ایک خلاء پیدا ہو گیا اور جماعت کو آئندہ یہ خلاء محسوس ہوتا رہے گا میں نے کہا وہ مضمون کیوں نہ میں بیان کروں جو ہمیشگی کا مضمون ہے اور لازوال مضمون ہے۔ پس نیک انجام کے ساتھ میری توجہ نیک آغاز کی طرف گئی اور مجھے یہ خیال آیا کہ درحقیقت لوگ اچھے انجام کی طرف دیکھتے دیکھتے اس سے ایسے مرعوب ہو جاتے ہیں کہ بسا اوقات آغاز کا خیال ہی نہیں کرتے حالانکہ بہت سے پاک اور نیک انجام ہیں جن کی بنیادیں بعض دفعہ انسان کی پیدائش سے پہلے ڈال دی جاتی ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب بھی انہی وجودوں میں سے ایک وجود ہیں۔

جیسے چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب (-) ان کو جو عظمتیں ملی ہیں وہ بار بار یاد کرایا کرتے تھے دنیا کو کہ میری ماں کی دعائیں تھیں۔ اس کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ اس کی توحید کے ساتھ وابستگی اور وفا اس کا غیر متزلزل اور محکم یقین خدا کی وحدانیت پر اور غیر اللہ کو رد کرتے چلے جانا یہ وہ خوبیاں تھیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ان کے لئے ایک نعمت کی صورت میں ظاہر ہوئیں۔ پس میں اپنی پاک بزرگ ماں کی دعاؤں کا ایک پھل ہوں اور یہ مضمون ان کو انکساری کی طرف لے جاتا تھا کہ کھل کر باتیں کرتے تھے' مجھ سے تو بہت بے تکلفی تھی' کہا کرتے تھے کہ بس قصہ وہی ہے سارا میں کیا میرا وجود کیا دعاؤں کا پھل ہوں۔

اور ڈاکٹر صاحب بھی دعاؤں ہی کا پھل تھے۔ ان کے والد بزرگوار چوہدری محمد حسین صاحب اور ان کی والدہ ہاجرہ بیگم غالباً نام تھا ان کا دونوں ہی بہت مقدس وجود تھے۔ بہت پاکیزہ صاف ستھرے' خالص پاکیزہ زندگی گزارنے والے اور احمدیت کے بعد تو سونے پر سہاگے کا عالم تھا۔ انہوں نے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی پیدائش سے پہلے رویا دیکھا کہ ان کو ایک خوبصورت پاک بیٹا عطا کیا جا رہا ہے اور اس کا نام عبدالسلام بتایا جاتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت (امام جماعت الثانی) کو رویا لکھی اور چونکہ بہت منکسر المزاج تھے اپنی رویا کی بنا پر خود نام نہیں رکھا خواب لکھ کر حضرت (امام جماعت الثانی) سے پوچھا کہ میں اس بچے کا کیا نام رکھوں۔ تو آپ نے فرمایا یہ اللہ نے تمہیں بتا دیا ہے تو میں کون ہوتا ہوں دخل دینے والا یہی نام رکھ لو۔ پس عبدالسلام اس بیٹے کا نام الٰہی منشاء اور رضا کے مطابق رکھا گیا جو ان کی خاص دعاؤں کا پھل تھا اور ساری زندگی پھر اس نے اس رؤیا کی سچائی کو ظاہر کیا اور اپنے ماں باپ کے خلوص کی قبولیت کو ظاہر کیا۔

تو اس میں ایک اور بھی ہمارے لئے سبق ہے۔ ایک وجود گزر گیا مگر اس کے حوالے سے یہ بھی کہا جا سکتا ہے اے اللہ احمدیت کو اور نوبل لاریئٹ Nobel Laureate عطا کر مگر (-) نوبل لاریئٹ کتنے ہیں اور کتنوں کا مقابلہ کرے گی احمدیت ہزارہا نوبل لاریئٹ ہیں اور بنتے چلے جائیں گے۔ چار اور بھی لے لئے احمدیت نے مانگ مانگ کے تو کتنا فرق پڑے گا۔ لیکن وہ انعام یافتہ جو خدا کے دربار سے انعام یافتہ ہو وہ تو اگر ان پڑھ بھی ہو تو ایسا انعام یافتہ بن سکتا ہے کہ تمام کائنات کی چوٹی کے علماء اور چوٹی کے اعزاز پانے والے اس کی جوتیوں کو اٹھانے میں فخر محسوس کریں اس کے پاؤں کی خاک چومنے میں فخر محسوس کریں۔ تو چھوٹی باتوں پہ ہم کیوں راضی ہوں' چھوٹی دعائیں کیوں مانگیں' وہ دعائیں مانگیں جیسی ڈاکٹر عبدالسلام کے باپ نے اپنے بیٹے کے لئے کی تھیں۔ اور جن کو خدا نے اس طرح قبول فرمایا کہ اپنی رضا کا مظہر بنایا اور اس بات کا قطعی ثبوت آپ کی زندگی کے لمحہ لمحہ نے دیا ہے۔

سائنس کی دنیا میں اتنے بلند مرتبہ تک پہنچنے کے باوجود کامل طور پر خدا کی ہستی کے قائل۔ بلکہ ایک دفعہ مجھے کہہ رہے تھے کہ جب میں کسی سائنسی اجتماع میں جاتا ہوں تو بعض سرگوشیوں کی آواز آتی ہے یہ وہ ہے جو خدا کو مانتا ہے۔ اور بھی سائنس دان اب ماننے لگے ہیں پہلے سے بڑھ گئے ہیں لیکن جس شان کے ساتھ آپ نے خدائے واحد و یگانہ کے ایمان کا حق ادا کیا ہے اور اس جھنڈے کو بلند کیا ہے ویسا کوئی اور سائنس دان اس جیتی دنیا میں آپ کو دکھائی نہیں دے گا اور پھر خدائے واحد و یگانہ کی عظمت کے نتیجے میں جو انکسار پیدا ہوتا ہے وہ پوری طرح آپ کی ذات میں ہمیشہ رہا۔ نظام جماعت کے سامنے خادمانہ حیثیت کی حفاظت کی ہے۔

اب میں ان کی عمر کے لحاظ سے چھوٹا' علم کے لحاظ سے تو دنیا کے علم کے لحاظ سے تو حیثیت ہی کوئی نہیں مگر جب مجھ سے گفت و شنید کرتے تھے' ملتے تھے وہ عزت و احترام کے تمام تقاضے جو (امامت) سے وابستگی کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں ان کو اس طرح پورا کرتے تھے کہ میں حیران رہ جاتا تھا اور باتوں میں مشورہ کر کے وہ کہتے تھے جو میں کہتا تھا وہ کرتے تھے جو میں بیان کرتا تھا یا مشورہ نہیں لیں گے' مشورہ لیں گے تو قبول کریں گے اس کو۔ غرضیکہ مجھے ان کی انکساری کو دیکھ کر رشک آتا تھا کہ کتنا بڑا عالم ہے سائنس کے مضامین میں' سوچیں میں ان سے بحث کر رہا ہوں یہ نہیں کبھی کہا کہ آپ کو پتہ کچھ نہیں' آپ کو حساب بھی نہیں آتا تو آپ مجھ سے کیا باتیں کر رہے ہیں۔ مگر انتہائی توجہ سے بات سن کر دلیل سے قائل کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔

مجھے یاد ہے ایک دفعہ رفتار کے اوپر بحث چلی کہ سائنس کا یہ اور خاص طور پر حساب دانوں کا یہ قطعی نظریہ ہے کہ روشنی کی رفتار سے کوئی چیز آگے نہیں بڑھ سکتی تو میں نے ان سے کہا کہ یہ جو حد لگائی جا رہی ہے یہ میں تسلیم نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میرے نزدیک خدا تعالیٰ کے اوپر حد بندی نہیں ہو سکتی' خالق کے اوپر نہیں ہو سکتی۔ حساب کھول دیئے باقاعدہ۔ اپنا حساب دان کھول لیا اور نقشے بنائے اور دائرے بنائے اور بتایا کہ یہ دیکھیں حسابی رو سے ناممکن ہے اور فزکس کے نظریہ کے لحاظ سے بھی یہ ناممکن ہے۔ میں نے باتیں سمجھیں' میں نے کہا آپ نے جو باتیں کہی ہیں دلیل کے ساتھ کہی ہیں میں دلیل کا انکار نہیں کر سکتا۔ مگر میں ایک اور بات آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ آپ یہ بتائیں کہ یہ ساری باتیں آپ کے اس کائنات کے تصور سے وابستہ ہیں اور مشروط ہیں جو اب تک آپ پر ظاہر ہوا ہے اور کیا یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

درست نہیں کہ مادہ میڈیم ہے لہروں کے لئے اور اگر مادہ نہ بھی ہو تو کوئی میڈیم ہونا چاہئے اور میڈیم کی صفات ہیں جو رفتار طے کرتی ہیں تو کیا ایتھر کے علاوہ کوئی اور میڈیم بھی ہو سکتا ہے۔ اگر ایتھر نہیں ہے تو پھر خود یہ محل نظر ہے کہ چیز حرکت میں کیسے رہتی ہے اور ویو (Wave) کیسے بنتی ہے جب کہ ویو (Wave) مادے کی صفت ہے اور حرکت کی صفت نہیں ہے۔ یہ باریک باتیں تھیں ڈاکٹر صاحب کو تو ایک لمحہ نہیں لگا ان باتوں کو سمجھنے کا۔

مجھے انہوں نے جواب میں کہا کہ آئن سٹائن تو قائل ہے۔ کہ ایتھر ہے اور ایتھر ہی کی صفات ہیں جو جلوہ گر ہیں مگر باقی سائنس دان قائل نہیں ہوئے ابھی اور ابھی تک قطعی ثبوت کوئی نہیں مل سکا۔ میں نے کہا مل سکتا ہے کہ نہیں؟ کہا کہ ہو سکتا ہے۔ میں نے کہا اگر ایتھر کے سوا کوئی اور میڈیم ہو جس کی صفات مختلف ہوں تو رفتار بڑھ سکتی ہے!؟ انہوں نے کہا بڑھ سکتی ہے۔ میں نے کہا اب یہ بتائیں کہ اگر کسی چیز کو مادی میڈیم کی ضرورت نہ ہو اور وہ روحانی وجود ہو؟ آپ خدا کی ہستی کے قائل تھے اس کا انکار کر ہی نہیں سکتے تھے تو اس کو کون سا قانون پابند کرے گا کہ اس کا پیغام روشنی کی رفتار سے ان گنت زیادہ تیزی کے ساتھ جہاں وہ پہنچانا چاہے پہنچا دے تو اس کے بعد وہ نہیں بولے پھر۔ صرف کہا ہاں اصولاً میں مان گیا ہوں یہ ٹھیک ہے یہ ہو سکتا ہے مگر معلوم دنیا میں اب تک جو ہے وہ یہی ہے اس سے میں انکار نہیں کر سکتا۔

تو اس رنگ میں ان کے اندر یہ حوصلہ تھا اور یہ انکسار تھا کہ بالکل ان پڑھ' سائنس کے ابتدائی علم سے بھی عاری انسان جس کا ماضی سے علم کا ان کے علم میں تھا کیا حیثیت رکھتا تھا کچھ بھی نہیں۔ اس سے اتنے بڑے مضامین کے اوپر بڑے حوصلے کے ساتھ گفتگو کرنا' اسے سمجھانے کی کوشش کرنا اور جب کوئی ایسی دلیل دی جائے جو ان کے اپنے عقیدے کے مطابق تسلیم ہونی چاہئے تسلیم کر لی' کر لیتے تھے تو یہ بھی رفعت کی علامت ہے یعنی انکسار' اور ان دونوں میں تضاد نہیں ہے بلکہ ایک دوسرے سے وابستہ اور ایک دوسرے پر منحصر ہیں تبھی سجدے کا رفعتوں سے تعلق ہے۔ رفعت (راء کی زیر کے ساتھ) لفظ عربی میں تو ہے مگر اردو میں بعض لوگ رفعت (را کی زبر کے ساتھ) بھی کہہ دیتے ہیں اس لئے میں رَفعت بھی کہہ دیا کرتا ہوں مگر اصل لفظ رِفعت ہے۔ تو رفعتیں جو انسان کو عطا ہوتی ہیں ان کا انکساری سے گہرا تعلق ہے۔ چنانچہ سجدے میں "ربی الاعلیٰ" کی دعا سکھائی گئی ہے۔ رب سب سے اعلیٰ ہے اور مراد یہ ہے کہ تم نے اس کے حضور جب ماتھا ٹیک دیا ہے جتنا نیچے ہو سکتے تھے ہو گئے ہو اب رب اعلیٰ کو یاد کرو تو تم اس سے فیض پاؤ گے اور رفعتیں حاصل کرنے والا اتنا ہی زیادہ جھکتا چلا جاتا ہے۔ یہ دونوں مضمون لازم و ملزوم ہیں۔ سب سے زیادہ انکسار دنیا میں آنحضرت ﷺ نے دکھایا ہے اور سب سے زیادہ رفعتیں آپ کو عطا ہوئی ہیں۔

پس ایک بڑے آدمی کے گزرنے کے ساتھ ان مفاہیم پر گفتگو ہونی چاہئے جو لوگوں کو بڑا بنانے والے ہیں اور سب کے لئے برابر پیغام رکھتے ہوں۔ اب علم کے لئے اگر میں کہہ بھی دوں کہ دعا کرو کہ اللہ ہمیں سو نوبل لارئیٹ عطا کر دے تو کیا اس کا آخری نتیجہ نکلے گا؟ کیا وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑھ جائیں گے جنہیں کسی مکتب میں بیٹھنے کی توفیق نہیں ملی۔ تمام صاحب علم انسانوں سے اور ذی روح' ذی شعور وجودوں سے علم میں آپ' کا وجود آگے بڑھ گیا تو ان رفعتوں کے لئے کیوں نہ دعا مانگی جائے جس میں ہم سب برابر کے شریک ہو جائیں گے۔ چھوٹا بڑا غریب ایک تیسری دنیا کا آدمی' ایک ترقی یافتہ مغربی ملک کا باشندہ ان سب کے لئے قدر مشترک ہے کہ اصل علم کا منبع' اصل عزتوں کا منبع جس کا علم اور جس کی عزتیں باقی رہنے والی ہیں وہ اللہ کی ذات ہے اسی کی طرف جھکو' اسی کی طرف دل لگاؤ تم میں سے ہر ایک کو پھر وہ رفعتیں عطا ہو سکتی ہیں کہ جو اس کے تصور میں بھی نہیں آ سکتیں۔

تو اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب (-) کے درجات بلند فرمائے ان کو بہت بلند مرتبے عطا فرمائے اور ان کی رفعتوں کی جو جان ہے یعنی دعاؤں کا پھل وہ جان اللہ تعالیٰ ان کی اولادوں اور نسلوں میں آگے جاری فرمائے۔ بعض بچے ان کی اولاد میں سے بہت سعید فطرت اور ایسا وجود رکھتے ہیں جن پر توقع سے نظریں پڑتی ہیں۔ ان کی بیٹی عزیزہ ہے حمید الرحمان اور عزیزہ کا چھوٹا بیٹا جب بھی میں اس کو دیکھتا ہوں میں ان کو کہتا ہوں کہ اس میں تو مجھے ڈاکٹر سلام نظر آ رہا ہے ایک اور ڈاکٹر سلام۔ تو یہ میری مراد ہرگز نہیں کہ وہ صرف نوبل لارئیٹ بن جائے گا کسی وقت میں جب کہا کرتا ہوں تو میں ان کو سمجھا رہا ہوں کہ میری یہ دعا ہوتی ہے کہ اللہ اس میں وہ خوبیاں پیدا کر دے جو روحانی رفعتوں کی علم بردار ہوتی ہیں اور روحانی رفعتوں کے مقابل پر دنیا کی رفعتوں کی کوئی حیثیت نہیں سمجھتیں پھر اس کے صدقے میں نوبل لارئیٹ بھی بنے تو کیا کمی' کیا بات ہے (پاک ہے اللہ) نور علیٰ نور یعنی نوبل لارئیٹ کے اوپر رضا کی نظر جب پڑے گی تو نور پر نور نازل ہو جائے گا تو یہ دعا اس بچے کے لئے تو میں کرتا ہی ہوں آپ بھی یاد رکھیں اور اپنی اولادوں کے لئے یہ دعا کریں۔ اگر دنیاوی طور پر عظمتیں اور رفعتیں مقدر میں نہیں ہیں تو صرف ایک بات ہم مانگتے ہیں کہ تیری نظر ان پر ایسی پڑے کہ ان کی پیدائش بھی سلام کی پیدائش ہو اور ان کا وصال بھی سلام کا وصال ہو۔

(سلام ہو جس دن تو پیدا ہوا اور جس دن تو مرے گا اور جس دن دوبارہ اٹھایا جائے گا) جو حضرت مسیح ؑ کی دعا بچپن کی بتلائی گئی ہے وہ یہ وہ سلام ہے جس کے متعلق میں آپ کو توجہ دلا رہا ہوں۔ ان کے حق میں اللہ تعالیٰ نے پیدائش سے پہلے ہی وہ سلام لکھ دیا تھا جو سلام موت کا سلام بھی بن گیا اور زندگی کا سلام بھی بن گیا۔ پس جب بھی خدا سے عظمتیں طلب کریں تو انکساری کی عظمتیں طلب کریں اور سلام کی عظمتیں طلب کریں جو آسمان سے اترتا ہے اور پھر وہ جس شکل میں بھی نازل ہو بہت ہی خوبصورت اور دلکش دکھائی دیتا ہے۔ لیکن کسی سے توقع رکھنا اور بات ہے اور اس توقع کا پورا ہونا ایک اور بات ہے۔ یہ دعا بھی ہونی چاہئے کہ اللہ ہر منزل کے خطرات سے بچا کر کسی شخص کو اپنی صلاحیتوں کے عروج تک پہنچائے۔ پس جن بچوں میں نجابت دیکھتا ہوں۔ اعلیٰ اقدار دیکھتا ہوں ان کی ذہانت ان کے چہرے بشرے سے ٹپکتی ہے ان کے لئے میں یہ دعا ضرور کرتا ہوں کہ خدا اس کو اس کے آسمانی نقطہ عروج تک پہنچائے۔

اب حضرت (امام جماعت الثانی کے بارے) میں یہ بہت ہی عارفانہ نکتہ ہے جو بیان ہوا ہے کہ ہر شخص کا ایک آسمانی نقطہ عروج ہے اور وہاں تک وہ بلند ہو سکتا ہے اس سے آگے وہ نہیں بڑھ سکتا لیکن بھاری اکثریت ہے اتنی بھاری اکثریت کہ شاید اس کو اعداد و شمار میں شمار ہی نہ کیا جا سکے جو اس نقطہ عروج سے نیچے رہ کر مر جاتی ہے اور کئی ایسے بھی ہیں جو اس نقطہ عروج کی طرف حرکت کرنے کی بجائے مختلف سمت میں حرکت کرتے ہیں۔ اس مضمون کو (کلام الٰہی) نے کھولا ہے اور میں بارہا سمجھا چکا ہوں (-) ایک بدنصیب کا ذکر (کلام الٰہی) فرماتا ہے اگر اللہ اسے چاہتا تو جو صلاحیتیں ہم نے عطا کی تھیں ان کے نتیجے میں اسے اس نقطہ عروج آسمانی کی طرف بلند کر لیتا جو اس کا منتہیٰ تھا (-) وہ زمین کی طرف جھک گیا۔

پس آغاز اچھا ہونا ذمہ داریاں بھی یاد دلاتا ہے اور دعاؤں کی ذمہ داریاں بھی یاد دلاتا ہے کہ ایسے وجود جن پر تمہاری محبت اور پیار اور شفقت کی نظر ہو جن سے تم توقعات رکھتے ہو کب تک تم ان کی حفاظت کر سکو گے' کب تک ساتھ دو گے۔ کب تک یہ یقین رکھو گے کہ دنیا کے اثرات اسے اپنی طرف نہیں کھینچ لیں گے اس لئے یہ دعا بھی لازم ہے کہ اسے نیک انجام تک اللہ پہنچائے اور اس نقطہ نگاہ سے سب سے پیاری دعا جو میری زندگی کی جان ہے جس کے لئے میں کئی دفعہ' بعض دفعہ لوگوں کو (بابرکت مہینہ) سے پہلے بھی عاجزانہ خط لکھ کر خصوصیت سے متوجہ کرتا ہوں وہ یہ دعا ہے کہ ان میں شامل کر دے جن کے لئے آسمان سے یہ آواز اٹھے' ان کا استقبال اس لازوال آواز کے ساتھ ہو (اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف لوٹ آ۔ اس طرح کہ وہ تجھ سے راضی اور تو اس سے راضی۔ اور میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنتوں میں داخل ہو جا) تو جسے یہ نیک انجام نصیب ہو جائے اس سے بہتر کیا انسان تصور کر سکتا ہے۔

پس اس جانے والی پاک روح کے لئے ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ ان کو ان لوگوں میں شمار فرمائے جن کی وفات کے وقت یہ آواز کان میں سنائی دی ہو۔ جس کی روح سے خدا اس طرح مخاطب ہوا ہو اور ان کی اولاد کو بھی وہ وجہ عظمت عطا کرے جو تعلق باللہ کی وجہ ہے۔ جہاں تعلق باللہ وجہ عظمت بنتا ہے جہاں رفعتیں سجدے میں مضمر ہیں' جہاں ربی الاعلیٰ کی دعا اس طرح اٹھتی ہے کہ انسان پھر ادنیٰ رہ ہی نہیں سکتا' وہ اعلیٰ سے تعلق جوڑ کر ضرور اعلیٰ بنایا جاتا ہے۔ یہ دعائیں اپنے لئے بھی' اپنی اولادوں کے لئے' سب گزرے ہوئے اور آئندہ لوگوں کے لئے بھی کریں کیونکہ جزا کا وقت تو ابھی باقی ہے یعنی آخری فیصلے تو قیامت کے دن ہونے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو یہ عظمتیں نصیب فرمائے اور پھر اپنے نشان کے طور پر دنیا کی برکتیں بھی بخشے کیونکہ دنیا کی آنکھ ان باتوں کو دیکھتی نہیں ہے مگر جب خدا کی عظمتیں دنیا کے نشانوں میں ظاہر ہوتی ہیں تب وہ آنکھیں کھلتی ہیں اور ان باتوں کو دیکھنے لگتے ہیں۔

اب میں مختصراً کچھ یہ مضمون جو تھا میں نے جیسا کہ عرض کیا تھا لمبا مضمون ہے اس کے جو پہلو میرے ذہن میں تھے وہ پورے تو میں بیان نہیں کر سکا مگر امید ہے مرکزی نکتہ احباب جماعت کو سمجھ آگیا ہو گا۔ ڈاکٹر صاحب کی زندگی کے احوال کا خلاصہ یہ ہے کہ 29 جنوری 1926ء کو پیدا ہوئے تھے۔ حضرت چوہدری محمد حسین صاحب جو صاحب رویاء و کشوف بزرگ تھے ان کا نکاح بھی حضرت (امام جماعت الثانی) نے پڑھایا تھا' ان کی والدہ ماجدہ کا نام ہاجرہ بیگم تھا۔ یہ حکیم فضل الرحمان صاحب کی ہمشیرہ تھیں۔ حکیم فضل الرحمان وہ (مربی) ہیں جو تیئس سال تک اپنی جوانی میں اپنی بیوی سے الگ رہے اور اف تک نہیں کی کبھی۔ افریقہ کے جنگلوں میں زندگی گزاری۔ نہایت پاکباز اور بہت ہی بااخلاق اور جاذب نظر شخصیت تھی۔ یہ ہمارے امریکہ کے ڈاکٹر حمید الرحمان صاحب کے خالو تھے۔ ڈاکٹر صاحب (-) کے ماموں اور ڈاکٹر حمید الرحمان صاحب کے خالو تھے۔ ثریا بیگم جن کا وصال ابھی ہوا ہے۔ جن کا (-) جنازہ پڑھایا تھا ان کی ہمشیرہ ڈاکٹر حمید الرحمان کی والدہ تھیں۔ تو یہ خاندان آپس میں اس طرح بڑے قریبی تعلق میں بندھا ہوا ہے اور بہت پاک روایتیں ہیں جو اس خون میں جاری ہیں۔ پس دعا کریں کہ یہ آئندہ بھی ہمیشہ جاری رہیں۔

وہ مجھے جو یاد تھا کہ رویا میں دیکھا تھا وہ رویا نہیں بلکہ کشفی طور پر آپ کو یہ دکھایا گیا تھا یہ نوٹس ہیں ان میں لکھا ہے "تین جون 1925ء کو خدا تعالیٰ نے کشفی طور پر دکھلایا کہ ایک فرشتہ ظاہر ہوا جس کے ہاتھوں میں ایک معصوم بچہ تھا' فرشتے نے وہ بچہ چوہدری محمد حسین صاحب کو پکڑا دیا اور کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیٹا عطا فرمایا ہے آپ نے اس بچے کا نام پوچھا تو آواز آئی عبد السلام" یہ رؤیا انہوں نے جب لکھ کر حضرت امام جماعت الثانی کو بھجوائی اور نام کی درخواست کی تو آپ نے لکھا "جب خدا تعالیٰ نے خود نام رکھ دیا ہے تو ہم کیسے دخل دیں" یعنی یہ بات حضرت امام جماعت الثانی کا لکھنا یہ ثابت کرتا ہے کہ حضرت چوہدری محمد حسین صاحب کی رویا اور کشوف کی سچائی پر آپ کو کامل یقین تھا اور ویسے بھی انکسار کا پھر یہی تقاضا ہے جب کہہ دے خدا نے نام رکھ دیا ہے مگر محض اس وجہ سے نہیں مجھے یقین ہے کہ چونکہ آپ جانتے تھے کہ یہ ایک صاحب کشف انسان ہیں اس لئے یہی لکھنا اس وقت یا صرف یہی لکھنا جائز تھا کہ جب خدا نے نام رکھ دیا تو ہم کیسے دخل دیں۔

چنانچہ پھر یہ بڑھے ہیں تو اللہ کے فضل سے دعاؤں کے ساتھ۔ اب یہ اتفاقی بات نہیں ہے۔ آپ یہ دیکھیں کہ باقی بھی تو بہن بھائی ہیں ان کا تعلیمی کردار' بڑے ذہین ہیں' ہوشیار بھی ہیں' اچھے اچھے مرتبے حاصل کئے۔ کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔ ایسا ہے جیسے کوئی چیز شوٹ (Shoot) کر کے ایسا اوپر نکل جاتی ہے کہ باقی سب چھوٹے چھوٹے دکھائی دیتے ہیں اس کے مقابل پر' کوئی نسبت نہیں ہے۔ ہر میدان میں ایسے ایسے انہوں نے میڈل بچپن سے حاصل کرنے شروع کئے ہیں۔ ریکارڈ پر ریکارڈ توڑتے چلے گئے ہیں اور بعض ایسے ریکارڈ جو پھر اور ہو ہی نہیں سکتے۔ جب سو فیصدی نمبر لے لو گے تو ریکارڈ کیسے ٹوٹے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گا- اور پھر جب پاکستان میں ناقدری کی گئی تو انگلستان میں آئے اور انگلستان کی حکومت کی فراخدلی ہے یا قدر شناسی کہنا چاہئے' فراغ دلی کا سوال نہیں' انہوں نے بڑی عزت کا سلوک کیا امپیریل کالج کی پروفیسر شپ کی سیٹ عطا کی اور مسلسل ان کے ساتھ بہت ہی عزت اور احترام کا سلوک جاری رکھا ہے۔

پھر اٹلی نے آپ کی عزت افزائی کی۔ انہوں نے جو ایک تحریک کی کہ میرے نزدیک وہاں ٹرانسٹی میں ایک سنٹر بنانا چاہئے سائنس کے فروغ کا تو حکومت اٹلی نے بڑا حصہ خرچ کا ادا کیا پھر دوسرے اداروں نے بھی اس میں حصہ لیا اور خاص طور پر غریب ممالک کے بچوں کو تعلیمی سہولتیں دے کر ان کی صلاحیتوں کے مطابق ان کو نقطہ عروج تک پہنچانا یہ آپ کا مقصد تھا اور اس میں قطعاً مذہبی تعصب کا اشارہ تک بھی نہیں تھا۔ غیر احمدی' پاکستانی' غیر پاکستانی' پولینڈ کے لڑکے' عیسائی دہریہ سب پر یہ فیض برابر تھا جو رحمانیت کا فیض ہے اور اللہ کے فضل سے اس کے ساتھ بنی نوع انسان کو بہت بڑا فائدہ پہنچا ہے۔ اب تعلیمی ڈگریاں اور میڈل بیان کرنے کا تو وقت نہیں ہے میں نے جو چیزیں اہمیت کی سمجھیں وہ بیان کر دیں۔ اب یہ ہمارا بہت ہی پیارا علموں کا خزانہ' دنیاوی علوم میں بھی' روحانی علوم میں بھی ترقی کرنے والا ہمارا پیارا ساتھی اور بھائی ہم سے جدا ہوا۔ اللہ کے حوالے' اللہ کے پیار کی نگاہیں ان پر پڑیں اور ان کو سنبھال لیں اور اس کے علاوہ ان کی اولاد کے لئے بھی یہی دعا کریں کہ خدا ان سے ہمیشہ حسن سلوک رکھے' شفقت اور رحمت کا سلوک رکھے اور ان دعاؤں کو آگے بھی' ان کے خون میں' ان کی نسلوں میں جاری کر دے جو ان کے حق میں قبول ہوئیں۔

اب آپ کے سامنے ایک اور ذکر خیر کرنا چاہتا ہوں وہ ہمارے بہت ہی پیارے مخلص فدائی امریکن دوست کا ذکر ہے۔ وہ بھی ڈاکٹر تھے۔ پی ایچ ڈی تھے۔ برادر مظفر احمد ظفر جو امریکہ کے نائب امیر تھے۔ یہ بھی انتہائی منکسر المزاج اور بے حد مستعد خدمت خلق کرنے والے۔ اور پی ایچ ڈی تھے مگر اپنے ساتھ ڈاکٹر نہیں لکھتے تھے۔ اور ڈیٹن میں پروجیکٹ کیور (Cure) کے ڈائریکٹر تھے۔ مجھ سے بہت پرانا تعلق ہوا ہے جلسہ سالانہ پر ان کے آنے کی وجہ سے اس کے بعد یہ مسلسل بڑھتا رہا کیونکہ ان کے اندر بہت گہری خوبیاں تھیں اور بڑا روشن دماغ تھا۔ امریکنوں کے مسائل کو جس وضاحت کے ساتھ یہ سمجھتے تھے بہت کم ہیں جن کو اتنا عبور تھا اور ان مسائل میں جب ان سے گفتگو ہوئی تو میں نے ہمیشہ اس سے فائدہ اٹھایا اور مستعد ایسے کہ جب میں وہاں جایا کرتا تھا تو میری حفاظت کے تعلق میں جو انسانی کوششیں ہوتی ہیں ان کے یہ انچارج ہوا کرتے تھے' دن رات لگتا تھا ایک لمحہ بھی نہیں سوتے۔ جب نکلتا تھا یہ سامنے مستعد کھڑے ہیں۔ اور پھر ڈرائیونگ کرنی اور بہت تیز۔ میں نے کئی دفعہ سمجھایا کہ خدا کے لئے کچھ آرام کر لیا کریں۔ ورنہ آپ کو کیا مجھے صدمہ پہنچے گا۔ تو پھر تھوڑا سا وعدہ کیا اچھا میں خیال رکھوں گا مگر کئی دفعہ یہ ہوا کہ اپنا کام کر کے پیچھے رہ گئے اور میں نے ذکر کیا کہ او ہو ہم تو یہاں بیٹھے انتظار کر رہے ہیں' کھانا بھی کھانا تھا ان کے بغیر مزہ نہیں آئے گا وہ تو بہت پیچھے رہ گئے ہیں تو ابھی بات ختم نہیں ہوئی کہ سامنے آ کھڑے ہوئے۔ وہ ہوا کی طرح چلتے تھے ڈرائیونگ میں اور مزہ یہ ہے کہ پکڑے نہیں جاتے تھے۔ دعائیں کرتے ہوئے جاتے ہوں گے تو خدا کا غالب قانون جو ہے وہ دنیا کے قانون پر غالب آ کر ان کی حفاظت فرما لیتا تھا۔ کبھی ایکسیڈنٹ نہیں ہوا خدا کے فضل سے۔ تو چند دن بیمار رہ کر اچانک جو جگر کا کینسر تھا جس کا علم بعد میں ہوا جس کی وجہ غالباً ان کا صبر ہے۔ انہوں نے معلوم ہوتا ہے عمداً بتایا نہیں۔ ابتدائی علامتوں کا ذکر بھی کسی سے نہیں کیا۔ اس وقت پتہ چلا جب وہ آگے بڑھ چکا تھا اور ان کا وصال میرے لئے بہت گہرے صدمے کا موجب بنا ہے مگر یہ صدمے تو انسانی زندگی کا حصہ ہیں۔ (اور صرف تیرے رب کی شان جمال و جلال ہے جو باقی رہے گی) یہی پیغام ہے جو ہمیشہ سہارا بنتا ہے۔ ان کی بیگم سسٹر رضیہ بھی غیر معمولی اخلاص رکھنے والی' مستعد اور بہادر خاتون ہیں۔ عورتوں میں وہ یہ ڈیوٹی دیا کرتی تھیں۔ ان کے اوپر ان کو ظاہر ہے کہ زیادہ اعتماد تھا۔ ایک دفعہ مجھے یوں لگا جیسے اچانک پیچھے سے کوئی دور جا پڑا ہے۔ تو دیکھا تو پرائیویٹ سیکرٹری ان کے کندھے کا شکار ہوئے تھے۔ ان کو حکم تھا کہ اس لائن سے آگے کوئی مرد نہیں جائے گا۔ انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ پرائیویٹ سیکرٹری یا کون ہے وہ لائن آئی ہے تو یوں کندھا مارا ہے کہ پرائیویٹ سیکرٹری لڑھکتے ہوئے دور تک نکل گئے۔ تو بڑی مستعد تھیں (-) اب بھی مستعد ہیں۔ مستعد رہیں گی (اللہ نے چاہا تو) ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے بہت دعا کریں۔

دیگر (فوت شدگان) جن کا جنازہ آج جمعہ کے بعد پڑھا جائے گا ان میں سرفہرست ہمارے صادق صاحب (-) ہیں ان کا ذکر مختصر ضروری ہے۔ بہت ہی پیارا وجود تھا بڑی بہادری سے اپنی جان جان آفریں کو پیش کی ہے خدمت دین میں دعوت الی اللہ میں یہ وہ ہیں جن کے والد 1965ء میں احمدی ہوئے تھے۔ کٹر اہل حدیث علاقہ ہے وہ اور وہ چونکہ صاحب اثر تھے' سب سے پہلے ان کے بھائی احمدی ہوئے تھے ان کی (دعوت الی اللہ) سے والد احمدی ہوئے تھے۔ یہ اور ان کے ایک بھائی میاں عنایت اللہ تھے جو اس وقت تو سینے میں گھونٹ کر اپنے بغض چھپاتے رہے جب تک والد زندہ تھے۔ ان کے سامنے سر اٹھانے کی ان کو مجال نہیں تھی مگر ان کے وصال کے فوراً بعد انہوں نے شدید مخالفت شروع کی اتنی شدید مخالفت شروع کی اتنی شدید مخالفت کہ اپنے بھائی جو ایمان لایا تھا باپ سے پہلے ہدایت اللہ صاحب ان کی زندگی اجیرن کر دی لیکن پھر آخر خود (-) صداقت کا 1974ء میں شکار ہوئے۔ جب 74ء کی تحریک زوروں پر تھی اور شور تھا اور لوگ کہہ رہے تھے کہ اب ایسی دیوار سی بن گئی ہے کہ کوئی احمدی نہیں ہو سکتا تو یہ مخالف پھلانگ کر امن کے دائرے میں آ گیا اور اس کے بعد سے پھر ایک ننگی تلوار تھے احمدیت کی (دعوت) میں احمدیت کا پیغام پہنچانے میں۔ ان کی (دعوت الی اللہ) سے محمد اشرف صاحب آف جلہن ضلع گوجرانوالہ وہ بھی کٹر اہل حدیث علاقہ کے تھے وہ احمدی ہوئے اور جب وہ احمدی ہوئے تو پھر اس علاقے کے مولویوں اور دوسروں سے برداشت نہیں ہوا۔ سب سے پہلے انہوں نے اشرف (خدا کی راہ میں قربان کی) اور اس کے بعد ان پر نظر رہی لیکن انہوں نے عین ان کے کٹر گڑھوں میں جا کر (دعوت الی اللہ) جاری رکھی چنانچہ پچھلے ایک دو سال کے اندر جب میں نے تحریک کی ہے دعوت الی اللہ کی تو خدا کے فضل سے پندرہ اہل حدیث کو بڑا مضبوط احمدی بنانے کی ان کو توفیق ملی۔ آخر یہ معاملہ دشمنوں کی برداشت سے باہر نکل گیا تو یہ جمعہ پر جا رہے تھے تو ایک پل پر جہاں دشمن تاک لگائے بیٹھا تھا انہوں نے گولیاں برسا کر یا کارتوسوں کے فائروں سے ان کو وہیں چھلنی کر دیا۔ وہی (راہ خدا میں قربان) ہو گئے۔ تو ان کی جو واپسی ہے بڑی عظیم واپسی ہے۔ ایسی واپسی ہے جس کی (کلام الٰہی) ضمانت دے رہا ہے کہ یہ تو مرے بھی نہیں یہ تو زندہ رہنے والے وجود ہیں ان پر نہ تم رونا۔ اپنی فکر کرو کہ تم کیسے واپس جاتے ہو۔ یہ تو ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ تو ان کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ سارا خاندان بڑا بہادر ہے اللہ کے فضل کے ساتھ۔ ان کی اولاد میں بھی وہی رنگ ہیں عظمت کے جو خلوص سے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ وفا سے پیدا ہوتے ہیں۔

اب باقی جو جنازے پڑھے جائیں گے ابھی جنازہ ادا ہو گا جن کا وہ غلام رسول صاحب معلم اصلاح و ارشاد ہیں جو ہمارے مبارک احمد ظفر صاحب جو اس وقت نائب وکیل المال ہیں ان کے یہ والد ہیں۔ بہت سادہ مزاج میں جانتا تھا انہیں بہت اچھی طرح' ساری عمر بالکل سادہ کپڑوں میں دیکھنے والا پہچان بھی نہیں سکتا تھا کہ کیسا انسان ہے مگر ساری اولاد کی تربیت بہت ہی پیاری اور اعلیٰ درجہ کی کی ہے اور کبھی کسی کے خلاف شکوہ زبان پہ نہیں آیا۔

عنایت علی صاحب کھاریاں ہمارے اخلاق انجم صاحب کے والد۔ یہ بھی وہ (مربیان) ہیں جن کے والدین یا بزرگوں کو میں نے آج جنازے کے لئے چنا ہے۔ جو دین کی خاطر باہر تھے پیچھے ان کے بزرگوں کی وفات ہوئی ہے یا ملا تو آخری موقع جانے کا ملا۔ مسعودہ بیگم صاحبہ عبد السلام صاحب ٹیلر ماسٹر ربوہ کی بیگم اور عبد المنان طاہر صاحب کی والدہ۔ وہ بھی آپ کے (مربی) ہیں جو یہیں اس وقت کام کر رہے ہیں۔ اور راؤ محمد اکبر صاحب جو یہاں آیا کرتے تھے اکثر جلسے پر بڑے ہی فدائی اور بہادر انسان۔ اپنے علاقے میں یہ احمدیت کے لئے بلاشبہ ایک پر رعب ننگی تلوار تھی جس کی مخالفت کی وہاں جرأت نہیں ہوتی تھی پوری۔ اندر اندر مخالفتیں ہوتی تھیں ادھر ادھر لوگوں کو تنگ کیا جاتا تھا مگر راؤ صاحب کے کڑاکے کے سامنے کیونکہ ان کی برادری ان کے ساتھ ہوتی تھی۔ بڑی بہادر اور لڑائی کرنے والی برادری یعنی ان پر ہاتھ ڈالنے کا موقع نہیں ملتا تھا جس طرح پرانے زمانوں میں ہوا کرتا تھا جاہلیت میں کہ کوئی (-) اگر کسی بڑے قبیلے کا فرد ہو تو کہتے ہیں اس کی وجہ سے ہم تجھے چھوڑ رہے ہیں تو ان کا بھی چونکہ قبیلہ مضبوط تھا اس لئے ان کو جرأت ہوتی تھی اور اپنے قبیلے کی خاطر کبھی بھی انہوں نے احمدیت کا پیغام چھپایا نہیں تو یہ بھی اچانک وفات پا گئے ہیں بہت ہی پیارا مخلص انسان تھا۔ بہت (دعوت الی اللہ) کرنے والے۔ اللہ ان سب کو غریق رحمت فرمائے۔ ابھی (-) جمعہ کے معاً بعد (اللہ نے چاہا تو) ہم ان سب کا جنازہ پڑھیں گے۔

ایک نام رہ گیا ہے ایک مربی نہیں دو مربیوں کی والدہ ہیں جو فوت ہوئی ہیں ایک ہمارے ملک محمد اکرم صاحب مربی مانچسٹر کی والدہ رضیہ بیگم بھی وفات پا گئی ہیں۔ (-) ان کو بھی (-) جنازہ میں شامل رکھیں۔

میاں اقبال احمد ایڈووکیٹ راجن پور

حضرت مولانا عبد المالک خان صاحب

مولانا موصوف سے مجھے شرف تعارف سال 1964ء میں نصیب ہوا جب میں نے کراچی میں سندھ مسلم لا کالج میں داخلہ لیا اور آپ ان دنوں کراچی میں مربی سلسلہ تھے۔ میں نے تعلیم سے فارغ ہو کر راجن پور میں وکالت شروع کر دی اور آپ کا تقرر بطور ناظر اصلاح و ارشاد ہو گیا جب کہ میں مقامی صدر پھر نائب امیر ضلع ڈیرہ غازی خان اور پھر امیر ضلع ڈیرہ غازی خان اور امیر ضلع راجن پور کے عہدوں پر مقرر رہا۔ اس طرح میرے اور ان کے درمیان کراچی والے تعارف کے باعث باہم گہرا تعلق اور ایک حد تک بے تکلفی کی سی کیفیت پیدا ہوئی۔ اس سارے عرصہ میں آپ کی متعدد مجالس میں حاضری کا شرف نصیب ہوتا رہا۔ آپ ایک بہترین حاضر جواب مقرر تھے۔ بے تکلفی آپ کا خاصا تھے۔ میں نے آپ کو پتلون پر اچکن پہنے بھی دیکھا ہے۔ آپ اپنے دفتر میں اپنے معمول کا کام بھی کرتے رہتے۔ احباب سے ملاقات بھی جاری رہتی۔

ایک دفعہ ایک بااثر متمول خاندان نے آپ کو رات کے کھانے پر دعوت دی۔ اس خاندان اور جناب امیر صاحب ضلع کے درمیان کچھ ناچاقی سی تھی۔ میں بھی آنمکرم کے ساتھ تھا۔ جب ہم کھانا کھا چکے اور میزبان سویٹ ڈش لانے کے لئے گھر گیا تو آپ کو جناب امیر صاحب ضلع کا خیال آیا۔ مجھ سے دریافت فرمایا کہ امیر صاحب کہاں ہیں۔ میں نے عرض کیا تشریف نہیں لائے۔ فرمایا کیوں؟ میں نے خاموشی اختیار کی تو پوچھا کیوں کیا بات ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ان کو بلایا نہیں گیا۔ میرا یہ کہنا ہی تھا کہ آپ میز سے کھڑے ہو گئے اور فرمایا پھر تو ہم نے غلط کام کیا اس مرحلہ پر صاحب خانہ تشریف لے آئے مگر آپ ان کی پرواہ کئے بغیر وہاں سے چل پڑے۔ راستہ میں آپ نے میری یادداشت کی حد تک کم از کم تین مرتبہ یہ کہا کہ پھر تو ہم نے بڑا ہی غلط کام کیا کسی ناظر کے دل میں امیر کا اس قدر احترام دیکھنے کا یہ میرا پہلا موقع تھا۔

ایک جلسہ سالانہ کے موقع پر میں حاضر ہوا اور زبانی گزارش کے بعد تحریری درخواست پکڑانا چاہی تو فرمایا۔ راجن پوری صاحب (آپ مجھے

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادرفتگان

عطیہ عارف-گلبرگ

محترمہ آپا بشریٰ صاحبہ

ماں کے بغیر گھر اداس سونا بلکہ بنا چھت چار دیواری کی طرح ہے بیٹیاں آنسو بہا رہی تھیں کہ ان کی ماں چپکے سے سب کو بے آسرا چھوڑ گئی یہ ماں محترم ماں صرف اپنی بیٹیوں اور بیٹوں بہوؤں کی ہی ماں نہ تھی بلکہ پورے لاہور کی لجنہ اماء اللہ کی محترم ماں تھیں۔ جنہیں میں نے تو کبھی غصہ یا ناراضگی میں نہیں دیکھا۔ ہمیشہ ہی سے مسکرانے والا چہرہ اچانک ہی غائب ہو گیا۔ ہماری آخری ملاقات محترمہ سیدہ آپا بشریٰ صدر لجنہ اماء اللہ لاہور سے دو دن قبل ہوئی۔ وہی ملائمت اور پیار بھرا انداز تکلم اور چہرے پہ ابدی مسکراہٹ ہر مہمان سے بہت خوشی پیار اور گرم جوشی سے ملاقات کی۔ سب کی سنیں اور ایسے لگتا تھا کہ آپا جان کا سب لجنہ سے ہی ذاتی اور جماعتی مضبوط رشتہ ہے ہر ایک کے مسائل کو سنتیں اور پھر ضرور اس کا حل دعا کے ساتھ بتاتیں۔ میں نے تو انہیں ایک عرصہ سے لاہور کی صدر کے عہدہ پر دیکھا۔ ایک جذبہ 'لگن' محبت' جوش اور عزم و استقلال سے جماعت کی خدمت کرتے ہوئے۔ کبھی تھکاوٹ یا بیماری کا شائبہ تک نہ ہونے دیا۔ گرمیوں میں جب بیمار ہوئیں تو عیادت کرنے والوں کا اسی مسکراہٹ سے استقبال کرتیں اور دعا کے لئے کہتیں۔ واللہ سب کو یہی کہتیں "آپ نے کیوں تکلیف کی" ہر جلسہ ہر اجتماع ہر میٹنگ کی روح رواں تھیں اور چاہتی تھیں کہ ہر ممبر اسی جذبہ اور محبت الٰہی کے جوش سے کام کرے اللہ کے فضل سے ان کا حافظہ اور لیاقت خداداد تھی۔ جس ممبر کو ایک آدھ بار مل لیتیں ہمیشہ یاد رکھتیں اور ہمیشہ ہی مسکرا کر مصافحہ کرنے کے ساتھ معانقہ بھی ضرور کرتیں۔ دعا کے لئے ہر ایک کو تاکید کرتیں کہ دعا ضرور کریں اور خود بھی بہت نیک سادہ فطرت اور دعا گو ہستی تھیں۔ لجنہ اماء اللہ میں کام کا جذبہ ابھارنا اور پھر انہیں آگے بڑھانا آپا جان کا کمال تھا۔ جب بھی لاہور کو ٹرافی یا انعام ملتا تھا تو شکر خداوندی کے ساتھ ان کے یہ الفاظ ہوتے کہ آپ سب کے تعاون اور باہمی عمل سے ہی لاہور نے پوزیشن لی ہے۔ جب کمانڈر بہادر اور پھرتیلا جوشیلا ہو تو فوج بھی میدان کارزار میں جوہر دکھاتی ہے۔ یہی حال ہماری عاملہ اور لجنہ کا تھا۔ آپا جان کا حوصلہ افزائی کا انداز دل میں گھر کر جاتا۔ اگر کوئی ممبر معذرت کرتی تو آپ اس کو اتنا اچھا گائیڈ کرتیں کہ خود بخود خدمت دین کے لئے تیار ہو جاتیں۔ ان کی زندگی ایک مثالی زندگی ہے جنہوں نے خود ساری زندگی خدمت دین کو فضل الٰہی جانتے ہوئے ہر لمحہ ہر دن ہر شام وقف رکھا ان کی اولاد بھی خدا کے فضل و کرم سے واقف زندگی ہے۔ اللہ کے فضل سے ان کی بیٹیاں اسی طرح وقف ہیں کہ سب واقف زندگی شوہروں کے گھر جنت بنا رہی ہیں۔ بیٹے بھی وقف ہیں ایک بیٹا ملک سے باہر خدمت دین میں مصروف ہے ان کی موت بھی مثالی رہی کہ خود تو سب کی خدمت کرتی رہیں اور خود خدمت نہ کروائی۔ دعوت الی اللہ کے دورے پر جانے کے لئے تیار تھیں یعنی ان کی زندگی کا آخری لمحہ بھی خدمت دین میں گزرا۔ واقعی کتنی عظیم المرتبت اور پیاری شخصیت تھیں جو آج ہم میں نہیں ہیں۔ جنہوں نے ہر لمحہ ہماری تربیت کے لئے وقف رکھا ہمیں دین کی خدمت کا سبق سکھایا ہم سب میں جذبہ خدمت دین کو ابھارا۔ اتنی پیاری اور دعا گو شخصیت کا یک دم ہم سے بچھڑ جانے سے لاہور کی لجنہ کو صدمہ عظیم پہنچا ہے۔ یہ اتنا بڑا خلاء ہے کہ اس کا پر ہونا خدا کی رحمت ہے۔ بعض وجود ایسے ہوتے ہیں کہ ہر ایک دل کی دھڑکن ہوتے ہیں۔

کون کہتا ہے کہ موت آئی تو مر جاؤں گا
میں تو دریا ہوں سمندر میں اتر جاؤں گا

پیاری آپا جان ہمیشہ اپنے حسن اخلاق اپنی نیکیوں کی وجہ سے زندہ رہیں گی آخر میں دعا ہے کہ خدا تعالیٰ لجنہ لاہور کے اس زخم پر اپنی رحمت کا پھاہا رکھے ان کے بچوں کو صبر جمیل دے لجنہ لاہور کی ہر ممبر کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے ان کے درجات بلند سے بلند تر کرے خدا تعالیٰ ان سے راضی ہو اور جنت میں اعلیٰ مقام دے۔ زبان کو زیب نہیں دیتا کہ انہیں وفات یافتہ کہا جائے۔ مگر موت اٹل ہے اور ہر ذی روح کو یہ ذائقہ چکھنا ہے۔

OOO

پروگرام تھا۔

پروگرام میں حاضرین کی تعداد کم و بیش 184 تھی۔ کھانے کے دوران بھی آپ نئے بچوں کے ساتھ نظر آئے۔ وہ بچے جو انتہائی غریب' مسکین اور بوسیدہ پھٹے پرانے کپڑوں میں تھے مگر یہ روحانی تعمیر نو تھی۔ ہم سب "اجنبی" ایک ہی خاندان اور کنبہ کے لوگ لگ رہے تھے۔

پروگرام میں کراچی سے کھوسکی تک محترم امیر صاحب کمال شفقت فرماتے ہوئے بنفس نفیس تشریف لائے تربیتی پروگرام کی خود صدارت کی۔ متفرق اجلاس اور پروگراموں میں گھنٹوں مصروف رہے مگر باوجود لمبا سفر کرنے اور باوجود بڑھاپے اور بیماری کے ان کے چہرے پر تھکاوٹ کا کوئی اثر نہ تھا۔ تربیتی پروگرام میں تلاوت اور اس کا سندھی ترجمہ پیش کرنے کی سعادت خاکسار کے حصہ میں آئی (سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں)۔

واپسی کے دوران محترم امیر صاحب کھوسکی کے نواح میں ایک جگہ دعا کرنے چلے گئے۔ خاکسار کراچی کے ایک دوست کے ساتھ گاڑی میں سوار تھا۔ ہم نے بدین کا رخ کیا۔ ساری رات جاگتے رہے تھے اب دن بھی رخصت ہو رہا تھا۔ اونگھ کی وجہ سے ہم نے راستے میں ایک جگہ رک کر ہاتھ منہ دھویا اتنے میں محترم امیر صاحب کی گاڑی اور قافلہ انتہائی سرعت اور تیزی سے گزرا۔ اس وقت خاکسار کو اندازہ ہوا کہ یہ عمر رسیدہ "جوان" (محترم امیر صاحب) لمبے سفروں کا دھنی ہے۔ پھر ہم بدین پہنچے مگر امیر صاحب کے پہنچنے کے کافی دیر بعد۔

محترم امیر صاحب بار بار خاکسار کو یاد فرماتے اپنے قرب میں جگہ دیتے خاکسار کھسکنے کی کوشش کرتا اور دوسرے دوستوں کے ساتھ گپ شپ میں مصروف ہو جاتا پھر یاد فرمالیتے۔ اس دوران محترم امیر صاحب کی سیرت کے پہلو سامنے آئے مثلاً۔

امامت سے والہانہ تعلق اور عاشقانہ رنگ۔ جب بات کرتے تو اس کی چھاپ بیٹھ جاتی۔ دوری کا احساس قطعاً نہیں ہونے دیتے تھے۔ روحانی "مکتب عشق" کے اس صاحب تجربہ تلمیذ کی رفاقت کے آدھے دن نے خاکسار پر کتاب زیست کے کئی نئے ابواب وا کر دیئے اور بہت کچھ سکھا دیا۔

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل
وہ دکان اپنی بڑھا گئے

جب سے ہم نے ہوش سنبھالا محترم چوہدری احمد مختار صاحب کے بارے میں امیر صاحب کے الفاظ ہی سنے۔ اس لئے لاشعوری طور پر خاکسار نے ان کو ہر جگہ امیر صاحب ہی لکھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات ہر لمحہ و ہر آن بڑھاتا چلا جائے۔

OOO

پروفیسر محمد سمیع طاہر-لاہور

محترم ڈاکٹر مسعود احمد

محترم حافظ مسعود احمد شائستہ اطوار و گفتار' انسان دوست' ہمدرد' ملنسار' سلسلہ کے فدائی اور سچے جان نثار تھے' اللہ کی راہ میں سب کچھ نچھاور کر دینے والے' انتہائی بے ضرر انسان تھے یہ تصور ہی بڑا دلخراش ہے کہ اب آنکھیں ان کو کبھی نہ دیکھ پائیں گی۔

راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہو

حافظ مسعود احمد ایک فرشتہ خصلت انسان تھے وہ ایک بڑے باپ (حضرت بھائی محمود احمد) کے عظیم بیٹے تھے۔ حافظ صاحب خود کسی سینٹ سے کم نہ تھے میرے والد محترم (چوہدری محمد شفیع سلیم سابق انصار اللہ ضلع گجرات) بتاتے ہیں کہ حافظ صاحب قادیان میں تعلیم الاسلام ہائی سکول میں میرے ہم جماعت تھے اور نوجوانی میں ہی ایک مخلص اور صالح نوجوان تھے۔ میری والدہ (رشیدہ بیگم شکیلہ وفات یافتہ) جو خواجہ غلام نبی (وفات یافتہ) سابق ایڈیٹر الفضل ربوہ کی بیٹی تھیں کے گھرانے کے دیرینہ تعلقات حضرت بھائی محمود احمد کے گھرانے سے تھے۔

جب میرے والد پشاور سے ٹرانسفر ہو کر سرگودھا آئے تو چند سال ہمارا قیام بلاک نمبر 12 سرگودھا میں رہا۔ یہ جگہ ودود میڈیکل ہال سے قریب ہی تھی۔ میڈیکل ہال کے پہلو میں بیت الحمد میں ہم مغرب کی عبادت کے لئے باقاعدگی سے آیا کرتے تھے۔ حافظ صاحب عبادت میں قیادت کے فرائض انجام دیتے اور بعد میں درس ہوتا۔ اطفال کی کلاس ہوتی۔ دینی و عام معلومات سکھائی جاتی تھیں۔

حافظ صاحب کے بڑے صاحبزادے (مقصود احمد) میرے ہم جماعت تھے اس لئے بڑے تواتر سے حافظ صاحب کی زریں نصائح سے مستفید ہونے کا موقع ملنے لگا۔ ودود میڈیکل سٹور کے سامنے گورنمنٹ ہائی سکول میں ہم چند احمدی طلباء ایک ہی کلاس اور سیکشن میں پڑھتے تھے۔

اپنی کم علمی کی وجہ سے ہم چند احمدی طلباء بینڈ پارٹی میں شامل ہو گئے حافظ صاحب کو پتہ چلا تو سکول آکر ہمارے نام بینڈ پارٹی سے کٹوائے اور ہمیں تقریری و دیگر مقابلوں میں حصہ لینے کی تربیت دینے لگے۔

حافظ صاحب جلسہ سالانہ کے موقع پر آئمہ جماعت کی تقاریر سے پہلے کلام الٰہی ایک خاص دلکش انداز میں سنایا کرتے تھے ربوہ کی پہاڑیوں میں آپ کا مسحور کن انداز ماحول پر وجد طاری کر دیا کرتا تھا۔

حافظ صاحب بیت الحمد میں بابرکت مہینہ میں (کلام الٰہی) سنایا کرتے تھے لطف آ جاتا تھا۔ یہ نوافل پڑھنے کا اپنا ایک مزا ہوتا ہے لیکن جو لطف حافظ کی قیادت میں پڑھنے کا آتا تھا اس کا کیف

باقی صفحہ 6 پر

یادرفتگان

عبدالسلام عارف مربی سلسلہ

محترم چوہدری احمد مختار صاحب

محترم چوہدری احمد مختار صاحب سابق امیر کراچی کی خدمات کا ایک وسیع سلسلہ ہے۔ خاکسار کا تعلق صادق پور ضلع تھرپارکر (حال عمر کوٹ) سے ہے۔ اتنے دور افتادہ علاقے میں ہوتے ہوئے بھی خاکسار جانتا ہے کہ دلوں میں محترم امیر صاحب کی کتنی قدر و منزلت تھی۔ حلقے کی اکثریت ان سے متعارف تھی' بچے تک واقف تھے۔ پسماندہ علاقوں اور جماعتوں تک ان کے تعاون اور احسانات کی لمبی فہرست ہے۔ ہر مشکل اور ابتلا کی دھوپ میں ان کی شفقت کا ہاتھ سایہ بنتا تھا۔

محترم امیر صاحب سے خاکسار کی پہلی بالمشافہ ملاقات اس وقت ہوئی جب خاکسار بدین میں بطور مربی ضلع خدمت کی توفیق پا رہا تھا اور کراچی والوں کے تعاون سے جو پھل حاصل ہوئے تھے ان کی تربیت کے سلسلہ میں کھوسکی ضلع بدین میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چوہدری نذر محمد نذیر گولیکی

قیامِ لاہور کی چند یادیں

1948ء سے 1958ء تک کا عرصہ گڑھی شاہو میں گزارنے کا موقع ملا اس زمانے میں مقامی احمدیوں کی تعداد بہت کم تھی۔ لیکن کرایہ دار احمدی احباب اتفاق سے کافی جمع ہو گئے تھے۔ محمد نگر اور گڑھی شاہو منسلک محلے تھے کسی زمانہ میں آبادی کم ہونے کی وجہ سے گڑھی شاہو کی بجائے محمد نگر ہی میں احمدیہ سنٹر قائم تھا۔ لیکن آبادی کے اضافے کی وجہ سے گڑھی شاہو نئی آبادی وجود میں آگئی اور احمدی احباب آہستہ آہستہ اکٹھے ہوتے گئے۔ ہمارے وقت میں مقامی احمدیوں میں ذاتی مکان رکھنے والے مکرم ملک عبدالحمید عارف (وفات یافتہ) جو پنجاب سیکرٹریٹ میں ایک اعلیٰ عہدہ پر فائز تھے۔ صدر محلہ تھے اور ایک گھرانہ ان کے چچا زاد بھائی ملک فضل الرحمان صاحب کا تھا۔ (وفات یافتہ) ملک عبدالحمید عارف لاہور کی جماعت کے بہت معزز اور سرکردہ رکن تھے۔ بٹالہ کی مشہور گگے زئی فیملی کے افراد میں سے تھے۔ آپ مولانا عبدالمجید سالک مشہور شاعر صحافی ادیب اور سیاسی راہنما کے حقیقی بھائی تھے اس کے علاوہ آپ محترم ملک عبدالجلیل عشرت صاحب جو جماعت لاہور کے مخلص رکن تھے کے بھی حقیقی بھائی تھے۔

پہلے محترم شیخ بشیر احمد صاحب (وفات یافتہ) سابقہ جج ہائی کورٹ کی امارت کا زمانہ دیکھا۔ بعد میں مکرم۔ محترم چوہدری اسد اللہ خان صاحب کی امارت میں کام کرنے کا موقع ملا۔

ہم لوگ کوئی بیت یا سنٹر نہ ہونے کی وجہ سے عبادات مکرم ملک عبدالحمید صاحب عارف کے گھر پر ادا کرتے تھے۔ خاکسار سیکرٹری مال تھا ملک صاحب محترم صدر تھے۔ اس کے علاوہ خاکسار قائد خدام الاحمدیہ گڑھی شاہو بھی تھا۔

اس دور میں بہت مخلصین جماعت کے احباب کے ساتھ جماعتی کاموں کی وجہ سے ملاقاتیں کرنے کا موقع ملتا۔

حضرت شیخ محمد دین سابق مختار عام قادیان رفیق حضرت بانی سلسلہ کی اولاد میں سے مکرم برادرم شیخ فضل احمد حال ماڈل ٹاؤن لاہور اور برادرم عزیزم شیخ بشیر احمد حال سمن آباد لاہور کی رہائش گڑھی شاہو میں تھی۔ ان کی وجہ سے ان کے واقف زندگی برادران مکرم محترم شیخ مبارک احمد اور مکرم محترم شیخ نور احمد منیر سابق مربی وغیرہ خود اور ان کے بچے کبھی کبھار آتے۔ ایک یہ سعادت بھی نصیب ہوئی کہ حضرت شیخ دین محمد صاحب آئے ہوئے تھے عبادت کا وقت تھا میں چندہ کی وصولی کے لئے ان کے ہاں گیا تھا۔ عبادت میں شامل ہونے کا موقع ملا۔ اتنی سریلی آواز اتنی دردناک قرات کہ آج بھی مجھے سرور آرہا ہے۔ لیکن افسوس کہ دوبارہ موقع نہ ملا۔

ان دنوں محترم ڈاکٹر جنرل (ر) محمود الحسن لاہور چھاؤنی میں میجر تھے۔ ان کے والد اور والدہ اور ان کی ہمشیرہ تینوں گڑھی شاہو میں رہائش پذیر ہوئے تھے۔ والد مکرم شیخ سعید احمد وفات یافتہ اور والدہ مکرمہ سعیدہ بیگم وفات یافتہ دونوں کیا پیارے انسان تھے۔ بلکہ فرشتے تھے حقیقت میں دونوں سعید روحیں تھیں شیخ سعید احمد صاحب کی اتنی میٹھی زبان اتنی عاجزی اتنی خاکساری کہ رشک آتا ہے کہ اللہ کا کتنا فضل تھا ان پر۔ کسی دوست سے ملتے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرتے اور جب تک میٹھی اور پیاری گفتگو کرتے رہتے ہاتھ نہ چھوڑتے۔ معلوم ہوتا تھا کہ سب سے ایک جیسا محبت اور پیار کا سلوک کرتے ہیں۔

ملک عبدالحمید عارف کو اللہ تعالیٰ نے بہت اعلیٰ دماغ عطا فرمایا تھا۔ اکاؤنٹ کے ماہر تھے۔ بہت مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ حضرت امام جماعت الثانی کے دور میں صدر انجمن احمدیہ کے کارکنان کی تنخواہوں کے لئے جو کمیشن بنایا گیا تھا۔ اس کے ممبر تھے سادہ طبیعت' کفایت شعاری اور سرکاری ڈیوٹی میں دیانتداری کی وجہ سے بہت مشہور تھے۔ باوجود اعلیٰ عہدہ پر فائز ہونے کے گھر سے سیکرٹریٹ تک سائیکل پر سفر کرتے گاڑی وغیرہ نہ رکھی۔

ان دنوں لاہور کے قائد خدام الاحمدیہ محترم ڈاکٹر اعجاز الحق حال (آسٹریلیا) ڈینٹل سرجن اور پروفیسر تھے میں نے ان کی عبادات ان کے اخلاص ان کی نرم روی حسن اخلاق کو بڑی گہرائی سے دیکھا کہ معلوم ہوتا کہ یہ شخص بہت بلند پایہ کا انسان ہے۔

مکرم فضل الرحمان جن کی اولاد بفضل تعالیٰ آجکل ساری گڑھی شاہو میں پھیلی ہوئی ہے۔ مجھ سے قبل سیکرٹری مال تھے۔ اپنے ذاتی گھر میں ہی کریانہ کی دوکان کرتے۔ بہت سنجیدہ اور منجھے ہوئے اور مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ بڑی محبت اور پیار کا سلوک کرتے۔ صاف ستھری بات چیت۔ صداقت کم گوئی ان کی خصوصیات تھیں۔

مکرم چوہدری نور الدین صاحب (حال ماڈل ٹاؤن لاہور) جو محکمہ کینال سے اعلیٰ عہدہ سے ریٹائر ہوئے ہیں اور ماڈل ٹاؤن کی جماعت میں ان کی خدمات بہت ہیں۔ نئے نئے ان دنوں بھرتی ہوئے تھے اور عارضی رہائش ان کی گڑھی شاہو میں تھی عبادات میں چندوں میں جماعتی امور میں دیکھا وہ بہت اچھے اور تربیت یافتہ گھرانے سے تعلق رکھنے والے تھے بہت میٹھی زبان اور جماعتی کاموں میں بہت مخلص اور بہت پیار اور محبت کرنے والے بھائی ہیں اللہ تعالیٰ سب پر اپنا فضل فرمائے۔

حضرت امام الثانی کی رہائش رتن باغ میں تھی۔ ہم لوگ اپنے اپنے کاموں سے فارغ ہو کر مغرب کے قریب بعض دفعہ پیدل' بعض دفعہ سائیکلوں پر مغرب کی عبادت کے لئے رتن باغ جاتے۔ عشاء کا وقت معلوم ہونے لگتا۔ لیکن ہمیں عبادت مغرب کی مل جاتی۔ عموماً شروع شروع میں دونوں مغرب اور عشاء کی عبادات اکٹھی ہو جاتیں۔

رتن باغ میں باقی عبادات کے لئے ایک بہت بڑا کمرہ مخصوص تھا جس میں دو بلیڈ والا اتنا بڑا پنکھا لگا ہوا تھا کہ پاکستان میں خاکسار نے اس کے بعد نہیں دیکھا۔ کمروں میں رتن چند صاحب کا سامان الماریاں وغیرہ بہت قیمتی اور نفیس میٹریل سے بنا ہوا دیکھا۔ جو بالکل جوں کا توں رہا۔

ایک دفعہ خوش قسمتی سے خاکسار کو معلوم نہیں اور یاد بھی نہیں کہ کس طرح موقع میسر آگیا۔ غالباً ڈیوٹی ہو گی کہ حضرت امام الثانی جس کمرہ میں زمین پر تشریف فرماتھے آپ کی پنڈلیاں دبانے کا موقع مل گیا۔ آپ ان دنوں زمین پر بیٹھا کرتے تھے اور غالباً سوتے بھی زمین پر ہی تھے مہاجرین کے انخلاء کا مشکل اور کٹھن وقت تھا۔ میں نے بڑے احتیاط سے آپ کی پنڈلیاں دبائیں۔ دیکھا آپ کو سکون ہو رہا تھا۔ لیکن نقاہت اور کمزوری کی وجہ سے گوشت سڈول نہ تھا۔ افسوس کہ میں حجاب کی وجہ سے کوئی بات نہ کر سکا اور نہ اپنا تعارف کرا سکا لیکن آپ کی پنڈلیوں کا نقشہ آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔

جب دار الذکر کی زمین خرید لی گئی اور اس کے لان میں ایک تھڑے پر عبادات شروع ہو گئیں تو کبھی کبھی فجر کی عبادت اور درس میں ایک بزرگ خاتون دار الذکر کے پڑوس سے آکر عبادت میں شامل ہو جاتیں اور درس سے بھی لطف اندوز ہوتیں۔ میں نے ایک دن بڑے احترام کے ساتھ پوچھ ہی لیا کہ آپ کہاں سے تشریف لاتی ہیں۔ کہنے لگیں۔ کہ دار الذکر کی پچھلی طرف ایک کوٹھی میں ہم کرایہ دار ہیں اور میں زیڈ اے سلہری کی والدہ ہوں۔ خاکسار نے عرض کیا آپ کی خدمت ٹھیک طرح ہوتی ہے۔ جواب دیا میری بہو بہت اچھی ہے۔ میں بہت خوش ہوں۔ گو غیر ملکی ہے اس کے بعد ایک اور سوال کے جواب میں حضرت بانی سلسلہ کا یہ شعر پڑھا۔ ؎

یونہی غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں
یہ نہیں جاگتے سو بار جگایا ہم نے

جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے کس کس قسم کے فدائی احباب اور مستورات عطا فرمائی ہیں۔

ooo

---

o

تیرا بندہ ہوں تیرا دستِ نگر
اَور ہے کون کس کا سنگِ در

تجھ سے روشن دیئے ستاروں کے
تجھ سے لیتے ہیں نور شمس و قمر

تو نے بخشی ہے آب و تاب جنہیں
سنگ ریزے ہوئے ہیں لعل و گہر

رات کو چاند جگنو تارے دیئے
دن کیا دن بہ فیضِ نورِ سحر

دو جہاں کو اُجالنے والے
ہو عنایت مجھے بھی نورِ بصر

اکبر حمیدی

بقیہ صفحہ 5

آج بھی محسوس ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب اپنے پیشے سے بڑے مخلص تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ میں شفا بھی بہت رکھی تھی۔ شاید اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ وہ مریضوں کو دوا کے ساتھ دعا بھی دیتے تھے۔

ایک دفعہ نصف شب کے وقت میرے والد صاحب کو گردے کا شدید درد اٹھا میں نے ڈاکٹر صاحب کا دروازہ جا کھٹکھٹایا۔ ڈاکٹر صاحب میرے ساتھ تشریف لائے اور میرے والد صاحب کو دوا دی اور دعا بھی کی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے درجات بلند ہوں اور ان کے پسماندگان کو اپنی امان و حفاظت میں رکھے (آمین)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے پروگرام

پاکستانی وقت کے مطابق

ہفتہ 3۔ مئی 1997ء

12-00 رات۔اردو کلاس۔
1-00 طبی معاملات۔ازڈاکٹر مجیب الحق
1-30 خطبہ از حضرت امام جماعت الرابع۔بیت الفضل (لندن) یوکے 97-5-2
2-45 ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع
4-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
4-05 تلاوت۔حدیث۔خبریں۔
4-30 چلڈرنز کارنر۔ ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع
5-00 لقاء مع العرب
6-00 کمپیوٹر سب کے لئے حصہ 7
7-00 صبح۔اردو کلاس۔
8-00 احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی۔ اطفال ریلی پاکستان۔حصہ اول
9-00 ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع (97-5-1)
10-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
10-05 تلاوت۔حدیث۔خبریں۔
10-30 چلڈرنز کارنر۔ ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع
11-00 خطبہ از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع از بیت الفضل لندن 97-5-2
12-00 دوپہر طبی معاملات۔ازڈاکٹر مجیب الحق صاحب
12-50 لقاء مع العرب۔
1-50 اردو کلاس۔
2-50 بنگالی پروگرام۔
4-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
4-05 تلاوت۔حدیث۔خبریں۔
4-30 چینی زبان سیکھئے
5-00 محفل سوال و جواب۔ از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع (86-10-18) بیت الفضل لندن
6-00 بچوں کی ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے ساتھ 97-5-3
8-00 رات) لقاء مع العرب
9-00 عربی پروگرام۔
10-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
10-05 تلاوت۔حدیث۔خبریں۔
10-30 چلڈرنز کارنر۔ آیئے عبادت کرنا سیکھیں
11-00 جرمن پروگرام۔

اتوار 4۔ مئی 1997ء

12-00 رات۔اردو پروگرام۔
1-00 تعلیم دین حق۔روحانی خزائن
2-00 بچوں کی ملاقات حضرت امام جماعت الرابع کے ساتھ (97-5-3)
3-00 چینی زبان سیکھئے
3-30 حکایات شیریں
4-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
4-05 تلاوت۔حدیث۔خبریں۔
4-30 چلڈرنز کارنر۔ آیئے عبادت کرنا سیکھیں
5-00 لقاء مع العرب۔
6-00 کینیڈین ہورائزن۔ٹیک ٹاک نمبر11
7-00 صبح۔اردو کلاس
8-00 چینی زبان سیکھئے۔
9-00 بچوں کی ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے ساتھ (97-5-3)
10-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
10-05 تلاوت۔حدیث۔خبریں۔
10-30 چلڈرنز کارنر۔ آیئے عبادت کرنا سیکھیں
11-00 سرائیکی پروگرام۔کوئز سیرت
12-00 (دوپہر) تعلیم دین حق۔روحانی خزائن
12-45 لقاء مع العرب۔
1-50 اردو کلاس۔
2-30 بنگالی پروگرام۔
4-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
4-05 تلاوت۔حدیث۔خبریں۔
4-30 چینی زبان سیکھئے۔
5-00 محفل سوال وجواب۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے ساتھ محمود ہال لندن۔از لجنہ اماء اللہ یوکے (95-5-21)
6-00 ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع انگریزی بولنے والے احباب کے ساتھ
7-30 اراؤنڈ دی گلوب۔ آل پاکستان انڈسٹریل نمائش۔حصہ دوئم
8-00 (رات) لقاء مع العرب۔
9-00 البانین پروگرام۔
9-30 پروگرام متعلقہ آرڈیننس برخلاف احمدیہ جماعت پاکستان
10-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
10-05 تلاوت۔حدیث۔خبریں۔
10-30 چلڈرنز کارنر۔ کوئز سیرت حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ
11-00 جرمن پروگرام۔

تحریک جدید

حضرت امام جماعت الثانی (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) کے ارشادات۔

1۔ تحریک جدید کے پیش کرنے کے واقعہ کا انتخاب ایسا اعلیٰ انتخاب تھا جس سے بڑھ کر کوئی اور اعلیٰ انتخاب نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ نے مجھے اپنی زندگی میں جو خاص کامیابیاں اپنے فضل سے عطا فرمائی ہیں ان میں ایک اہم کامیابی تحریک جدید کو عین وقت پر پیش کر کے مجھے حاصل ہوئی۔ اور یقیناً میں سمجھتا ہوں جس وقت میں نے یہ تحریک کی وہ میری زندگی کے خاص مواقع میں سے ایک موقعہ تھا اور میری زندگی کی ان بہترین گھڑیوں میں سے ایک گھڑی تھی جبکہ مجھے اس عظیم الشان کام کی بنیاد رکھنے کی توفیق ملی۔ اس وقت جماعت کے دل ایسے تھے جیسے چلتے گھوڑے کو جب روکا جائے تو اس کی کیفیت ہوتی ہے۔ (الفضل 8۔ فروری 1936ء)

2۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے متواتر دعا کرتے ہوئے اور اس کی طرف سے مبشر رویاء حاصل کرتے ہوئے ایک سکیم تیار کی ہے۔ میں نے ایک دن خاص طور پر دعا کی تو میں نے دیکھا کہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب آئے ہیں اور میں قادیان سے باہر پرانی سڑک پر ان سے ملا ہوں۔ وہ ملتے ہی مجھ سے بغل گیر ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد نہایت جوش سے انہوں نے میرے کندھوں اور سینے کے اوپر کے حصوں پر بوسے دینے شروع کئے ہیں اور نہایت رقت کی حالت ان پر طاری ہے اور وہ بوسے بھی دیتے ہیں اور یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ میرے آقا میرا جسم اور میری روح آپ پر قربان ہوں۔ کیا آپ نے خاص میری ذات سے قربانی چاہی ہے۔ اور میں نے دیکھا کہ ان کے چہرے پر اخلاص اور رنج دونوں قسم کے جذبات کا اظہار ہو رہا ہے۔ میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ اول تو اس میں چوہدری صاحب کے اخلاص کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ کیا ہے۔ اور اللہ نے چاہا تو جس قربانی کا ان سے مطالبہ کیا گیا خواہ کوئی بھی حالات ہوں وہ اس قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ دوسرے یہ کہ ظفر اللہ خان سے مراد اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی فتح ہے اور ذات سے قربانی کی اپیل سے (یہ مراد ہے) کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کب آئے گی۔ کہ جب خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت سے اپیل کی گئی تو وہ آ گئی اور سینہ اور کندھوں کو بوسہ دینے سے مراد علم اور یقین کی زیادتی اور طاقت کی زیادتی ہے اور آقا کے لفظ سے یہ مراد ہے کہ فتح و ظفر صاحب ایمان کے غلام ہوتے ہیں اور اسے کوئی شکست نہیں دے سکتا اور جسم اور روح کی قربانی سے مراد جسمانی قربانیاں اور دعاؤں کے ذریعے سے نصرت ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں اور اس کے فرشتوں کی طرف سے ہمیں حاصل ہوگی۔

(الفضل 18۔ نومبر 1934ء)

بقیہ صفحہ 4

ہمیشہ اسی نام سے بلایا کرتے تھے) مجھے صرف جلسہ کا کام کرنے کا حکم ہے۔ آپ اپنا کام جلسہ کے بعد کروالیں اور میں امامت کے حکم کی اس قدر تعمیل دیکھ ہی تو سکتا تھا۔ کاش مجھے بھی ایسی ہی اطاعت کی توفیق ملے۔

کیسے عظیم لوگ احمدیت نے پیدا کئے ہیں۔ اللہ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

○○○

BASHIR
GOLDSMITH
AQSA ROAD RABWAH
Ph: Shop: 211806 Res: 211883

8 فٹ سائز سپیشل ڈش پر احمدیہ ٹیلیویژن کا رزلٹ بڑا شاندار

(یعنی عام 16 فٹ ڈش کے برابر)
• اعلیٰ کوالٹی بھاری میٹریل ڈش
• آزمودہ مشہور زمانہ
ونرسیٹ ریسیور نیا ماڈل
• گارنٹڈ LNB امریکہ اور جاپانی وائر
• تمام اشیاء جینوئن اور No 1 گارنٹی کے ساتھ
فری فٹنگ • فری سروس • پاکستان میں ہر جگہ فٹنگ کی سہولت۔
ڈش ماسٹر
اقصیٰ روڈ ربوہ
بشارت احمد خان
آپکی سہولت کیلئے ہمارے فون نمبرز
04524 - 211274
213123
213223

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھُوَالنَّاصِرُ
کراچی میں اعلیٰ زیورات خریدنے کے لئے آپ کا شوروم
نیو الرحیم جیولرز
خورشید مارکیٹ حیدری۔کراچی
فون 3442 - 664 - 664-0231
فیکس 6643299 (21 - 92)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 2 - مئی-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 22 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 34 درجے سنٹی گریڈ

○ احتساب بنچ نے اپنا پہلا فیصلہ سنادیا۔ سی ڈی اے (اسلام آباد) کے سابق چیئرمین شفیع سوانی کو دس لاکھ روپے جرمانہ اور پانچ سال قید کی سزا سنا دی گئی ہے۔ ملزم پر الزام ہے کہ اس نے قواعد و ضوابط کے برعکس سی ڈی اے کا پلاٹ سستے داموں ایک شخص کو الاٹ کردیا۔ جس سے قومی خزانہ کو 18 لاکھ 70 ہزار روپے کا نقصان ہوا۔ شفیع سوانی کے ساتھی کو بھی قید اور جرمانہ کی سزا دی گئی ہے۔ احتساب بنچ مسٹر جسٹس احسان الحق اور مسٹر جسٹس عبدالحفیظ چیمہ پر مشتمل ہے۔ بنچ نے مختصر فیصلہ سنایا ہے۔ تفصیلی حکم جمعہ کو جاری کیا جارہا ہے۔

○ پنجاب میں موٹر سائیکل کی ڈبل سواری پر پابندی عائد کردی گئی ہے۔ یہ پابندی دو ماہ تک ہوگی۔

○ لاہور میں دہشت گردوں نے شیعہ راہنما قیصر حسین کو ان کے دفتر واقع کوئین میری روڈ میں گھس کر قتل کر دیا۔ مقتول انجمن حسینیہ واشنگ لائن کے جنرل سیکرٹری تھے۔ صبح اپنے دفتر میں بیٹھے تھے کہ موٹر سائیکل سوار دہشت گردوں نے ان پر حملہ کردیا۔ وہ ہسپتال جانے سے پہلے دم توڑ گئے۔

○ بھارت نے آئندہ ہفتے خارجہ سیکرٹریوں کے مذاکرات سے انکار کردیا ہے۔ بھارت نے کہا ہے کہ چند وجوہات کی بناء پر مذاکرات نہیں کر سکتے۔ آئندہ تاریخ کا تعین مالدیپ میں ہونے والی سارک سربراہ کانفرنس میں پاک بھارت مذاکرات کے بعد کیا جائے گا۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے نئے منشور اور نئے نظام کا اعلان کردیا ہے۔ پارٹی عہدیداروں کو خود مختاری دے دی گئی ہے محترمہ نے کہا ہے کہ اہم قومی معاملات اور پارٹی کی رہنمائی کے لئے اپنا کردار ادا کرتی رہوں گی۔ پارٹی عہدیدار ہر کام کے لئے مجھ سے رجوع نہیں کریں گی۔ خود عوام کے سامنے جواب دہ ہوں گے۔ پیپلزپارٹی نے سابق وزیر اطلاعات خالد کھرل کو پارٹی کی فیڈرل کونسل کا سیکرٹری، ملک حاکمین کو چیف رابطہ افسر اور سابق وزیر قانون این ڈی خان کو میڈیا سیکرٹری منتخب کرلیا ہے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ اقتدار کے موجودہ پہلوان اپنے وزن سے ہی ختم ہو جائیں گے۔ حکمران عوام کی توقعات سے پورا اتر سکتے ہیں۔ نہ ان میں کسی بحران سے نمٹنے کی صلاحیت ہے۔ احتساب یکطرفہ اور پیپلزپارٹی کے خلاف انتقامی کارروائی ہے۔

○ پیپلزپارٹی کی فیڈرل کونسل احتساب اور کرپشن کے موضوع پر سیمینار منعقد کرے گی۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے اسلام آباد میں اپنے سابق حلیفوں کو ظہرانہ دیا۔ انہوں نے اس موقعہ پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ لغاری کے ہاتھوں اپنی حکومت کا خاتمہ ان کی زندگی کا حیران کن واقعہ ہے۔

○ تامل منیلا کانگرس نے بھارت کی مخلوط حکومت میں شرکت کا اعلان کردیا ہے۔ بھارتی کیمونسٹ پارٹی نے نئی حکومت میں شرکت کرنے سے انکار کردیا ہے۔

○ برطانیہ کے عام انتخابات میں اپوزیشن لیبر پارٹی زبردست اکثریت کے ساتھ جیت گئی ہے۔ سابق وزیر اعظم جان میجر کی ساری کابینہ ہار گئی ہے۔ لیبر پارٹی کے ٹونی بلیئر برطانیہ کے آئندہ وزیر اعظم ہوں گے ان کی عمر 45 سال ہے۔

○ فرقہ وارانہ تنظیموں پر پابندی لگانے کا فیصلہ کرلیا گیا ہے۔ پنجاب کے وزیر اعلیٰ کارروائی کے لئے وزیر اعظم سے ہدایت لینے اسلام آباد چلے گئے ہیں۔

○ ایم کیو ایم کے وفد کی نواز شریف سے ملاقات کے بعد معاملات مزید الجھ گئے ہیں۔ سندھ مسلم لیگ کے رویے پر اعتراضات کئے گئے۔ ملاقات کے بعد وفد خاموش رہا۔ خفیہ اجلاس کیا۔ الطاف حسین سے نئی ہدایات مانگ لی گئیں۔

○ یکم مئی کو پاکستان اور دنیا بھر میں مزدوروں کا عالمی دن منایا گیا۔ تمام سرکاری و نیم سرکاری ادارے بند رہے۔ مزدوروں نے جلوس نکالے۔ اخبارات نے خصوصی نمبر شائع کئے۔

○ لاہور میں میو ہسپتال کے ڈاکٹر سیف اللہ خالد کو قتل کردیا گیا۔ باریش ڈاکٹر کا تعلق تبلیغی جماعت سے تھا۔ وہ جامعہ اشرفیہ سے ملحق پولی کلینک میں پارٹ ٹائم ڈیوٹی سے واپس آرہے تھے کہ رات گیارہ بجے فیروز پور روڈ پر موٹر سائیکل سوار جوانوں کی گولیوں کا نشانہ بن گئے۔

○ صوبائی دارالحکومت میں فرقہ واریت پر مبنی چار قتل ہونے سے پتہ چلتا ہے کہ ایجنسیاں ناکام ہو گئی ہیں۔ بی بی سی نے کہا ہے کہ صوبائی حکومت امن و امان قائم کرنے میں ناکام ہو چکی ہے۔

نمائندہ روزنامہ "الفضل" کا دورہ حصول اشتہارات

○ مکرم محمد احمد مظفر علوی آف اوکاڑہ نمائندہ روزنامہ الفضل اپنے دورہ کے دوران ملتان۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ لودھراں اور خانیوال کے اضلاع میں آرہے ہیں عہدیداران جماعت احمدیہ و احباب جماعت احمدیہ سے خصوصی تعاون کی درخواست کی جاتی ہے۔

مینجر روزنامہ الفضل ربوہ

قیمتوں میں حیرت انگیز کمی

جارجٹ کے ان سلے برقعے اب 52 رنگوں میں دستیاب۔ قیمت صرف -/300 روپے۔ نیز ہر قسم کے جاپانی سوٹ خریدیں۔

اکبر احمد 32/2 دارالصدر غربی حلقہ قمر (ملحقہ کوٹھی سر ظفر اللہ خان صاحب) ربوہ
فون : 212866

ضرورت سٹاف

ہمیں اپنی فیکٹری واقع جہلم کے لئے مندرجہ ذیل سٹاف کی ضرورت ہے:
① ڈپلومہ ہولڈرز : مکینکل / الیکٹریکل
② بوائلر آپریٹر۔
③ مشین آپریٹر۔
نمبر (1) کیلئے گورنمنٹ کے منظور شدہ ادارے سے تین سالہ ڈپلومہ۔
نمبر (2) کیلئے بوائلر آپریٹر کلاس میں کا سرٹیفکیٹ
نمبر (3) کیلئے کم از کم تعلیم مڈل اور کسی صنعتی ادارے میں 5 سالہ تجربہ۔
معقول تنخواہ کے علاوہ دیگر مراعات مثلاً مفت سنگل رہائش، میڈیکل، گریجویٹی، پنشن، سالانہ چھٹیاں لیبر قوانین کے مطابق۔
تصدیق شدہ درخواستیں مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال کریں:
پاکستان جیپ بورڈ (پرائیویٹ) لمیٹڈ
پوسٹ بکس نمبر 18۔ جہلم
فون : 0541-622421
0541-622429

شیئرز و غیر ملکی کرنسی کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ
ڈالر ایکسچینج
آفس : بیسمنٹ 6 گیلری نمبر 4 ریکس سٹی پلازہ نستیانہ روڈ فیصل آباد
فون دفتر : 730266
رہائش : 726524
موبائل : 0300-661524
پروپرائٹر ملک عبدالصمد

ہر قسم کی غیر ملکی کرنسی سے متعلق لین دین کا با اعتماد ادارہ
SPECIALISED IN FEBC DRAFT AND T.T ETC.
T. M. EXCHANGE
329-G PANORAMA CENTRE, THE MALL LAHORE (PAK)
TEL (92-42) 6368656, 6368389, 6369064, 6303235

سرکن اور اپھارہ کے علاوہ
جانوروں کی دیگر امراض مثلاً منہ کھر، گل گھوٹو، زہرباد، تھنوں کی سوزش، تاڑہ، گلٹی، اخراج رحم (اوانس نکالنا)، بانجھ پن، دودھ کی کمی، بندش اور داہ وغیرہ کیلئے مفید و موثر "کیوریٹو" ادویات اپنے شہر کے سٹورز سے طلب فرمائیں۔
معلومات کیلئے کیوریٹو ویٹرنری گائیڈ -/5 روپے کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر طلب فرمائیں۔
ویٹرنری ڈاکٹرز اور سٹورز کیلئے معقول کمیشن
کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ فون: آفس : 771 سیلز آفس : 211283 فیکس : 212299

ہر سائز کا ڈش اینٹنا خریدنے کیلئے اعتماد کا نام
بہترین میٹریل ☆ شاندار رزلٹ
الطاہر سیٹلائٹ سسٹم
بوٹا مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
فون : 212974

خوشخبری
لان پرنٹ۔ سوس لان فینسی چکن سوٹ۔ بریزا چکن کریکل چکن۔ ماربل شفون کریکل جارجٹ پرنٹ۔ فینسی جاپانی پرنٹ و سادہ مکمل ورائٹی نیز فینسی کریکل شفون کام والے سوٹ کی
سیل شروع ہے
یہ پیشکش محدود مدت کیلئے ہے۔
باجوہ کلاتھ سٹورز گولبازار ربوہ
فون نمبر : 568